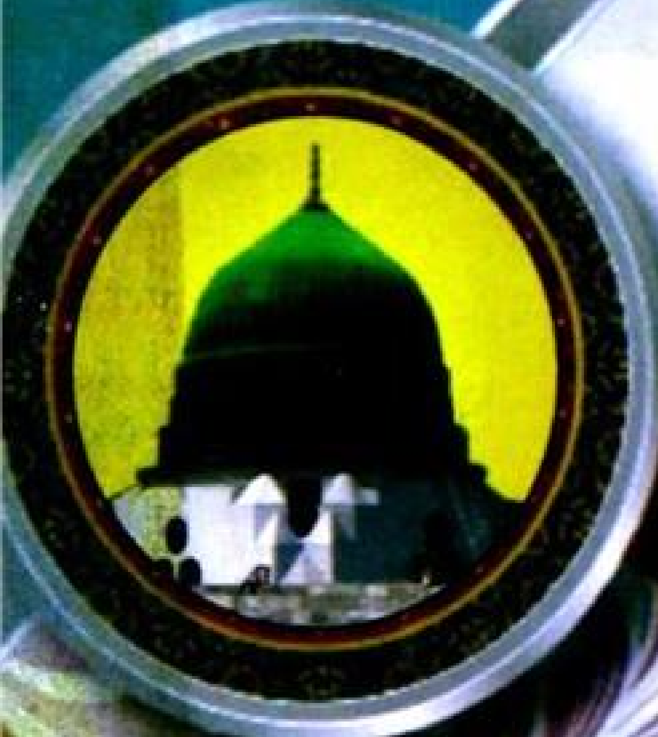

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ
وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

طریقۂ حنفیہ

از افادات مبارکہ

برکۃ العصر حضرت امین شریعت بدر طریقت مولانا الحاج
شاہ رفاقت حسین صاحب قبلہ
مفتی اعظم کانپور قدس سرہ

ناشر
بزم رفاقتی

بیادگار: حضور امین شریعت خیر الامت بحر حقیقت صدر بزم اہلسنت سلطان المناظرین

مفتی اعظم حضرت مولانا الحاج الشاہ رفاقت حسین

درگاہ شریف حضرت امین شریعت

دار العلوم حضرت امین شریعت

(۱) دار العلوم حضرت امین شریعت	(۵) اسلامک ریسرچ سنٹر (ادارہ تحقیقات اسلامی)
(۲) حضرت غریب نواز اسکول	(۶) ادارہ صنعت وحرفت (کتابت، کمپوزنگ، خیاطی، نجاری)
(۳) مدرسۃ البنات (گرلز اسکول)	(۷) حضرت بہادر شاہ ظفر لائبریری
(۴) بیت المال	(۸) شفاخانہ

مخلصین اور دین کے دردمندوں کی توجہ کا منتظر

محمد عامر اشرف رفاقتی

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ
وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

طریقۂ حنفیہ

از افادات مبارکہ

برکۃ العصر حضرت امین شریعت بدر طریقت مولانا الحاج
شاہ رفاقت حسین صاحب قبلہ
مفتی اعظم کانپور قدس سرہ

ناشر
بزم رفاقتی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : طریقۂ حنفیہ

مصنف : مولانا الحاج شاہ مفتی رفاقت حسین محبوب خدا قدس سرہٗ

تصحیح : مولانا انصار احمد نوری، استاذ جامعہ نظامیہ، الٰہ آباد

ناشر : حضرت امین شریعت ٹرسٹ اسلاماباد،، بھوانی پور سونبرسا سلوٹ، مظفر پور، بہار

سال اشاعت : ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۰۲۲ء

باہتمام

محمد عامر اشرف رفاقتی

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
استفتاء الجواب	6	امام اعظم کے متعلق ائمہ دین واولیائے کاملین کے ارشادات	60
ابتدائیہ	7	امام اعظم ابوحنیفہ کے اساتذہ کرام	74
وضو کا بیان	15	امام اعظم کے تلامذہ	78
اذان	17	امام اعظم کا زہد وتقویٰ وفراست	81
جماعت میں کھڑے ہونے کا بیان	19	امام اعظم کا مسلک	84
آمین	25	امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علم پر ائمہ حدیث کی شہادت	86
امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا	26	مسئلہ ندا	91
پہلی اور تیسری رکعت میں جلسۂ استراحت	31	علم غیب	95
نماز فجر میں دعا قنوت پڑھنا	32	قیامت کا علم	99
جمع بین الصلوتین	34	حمل میں کیا ہے؟	102
تراویح	37	مافی غد کا علم	103
نماز وتر	45	کون کہاں مرے گا / کب مرے گا؟	105
اضطجاع	47	فاتحہ	116
فجر وظہر	48	چار مذاہب کے ثبوت پر سوال	122
تقلید ائمہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین	54	چار مذاہب کے ثبوت پر جواب	122

عرض ناشر

عہد حاضر کی لادینیت اور قوم وملت کی دین سے بے توجہی اپنی انتہا کو پہونچ چکی ہے اور قوم اپنے اسلاف گرامی کے طریقۂ کار کو تج کر گمراہیت کے بے پناہ طوفان میں ہچکولے کھا رہی ہے اور کیا عجب کہ اگر ان کی کشتئ حیات کو یونہی چھوڑ دیا جائے تو وہ غرقاب ہو جائیں اور کارگہ حیات میں پھر سے اُبھرنے کا موقع نہ پا سکیں۔ مشکلات کی ان مایوس کن تاریکیوں میں ہادیان قوم کا تبلیغی کارواں بڑھتا ہی جارہا ہے اور اُنھوں نے فتنہ کے سدباب کا پورا عزم کرلیا ہے۔

ایک صدی قبل تک اُمت ائمہ دین مبین کی پیروی کو متاع نجات قرار دیتی تھی مگر رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہونچی ہے کہ اُمت کے بعض افراد ائمہ دین رحمہم اللہ کو مورد طعن وتشنیع بنائے ہوئے ہیں اور ان کے کتاب وسنت سے مُبرہن مسلک سے گریز کو وجہ افتخار اور ترقی پسندی خیال کرتے ہیں بلکہ ذات اقدس علیہ التحیۃ والتسلیم کے اقوال کو تشریعی اور قابل عمل ماننے سے بھی روگرداں نظر آتے ہیں اور انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول کی تغلیط وتضحیک کو اپنا شیوہ بنالیا ہے۔

زیر نظر کتاب ''طریقۂ حنفیہ'' اسی باطل نظریہ کی تردید اور اس کے بطلان اور مذہب حقہ حنفیہ کے اثبات میں ایک گرانقدر تصنیف ہے۔ سیدنا المخدوم امام العصر، بدر العرفاء، سید الفقہا مولانا الحاج شاہ رفاقت حسین صاحب قبلہ دامت

انوارہم القدسیہ مفتی اعظم کانپور نے اس رسالہ میں اذان، نماز، وضو، قیام، جماعت، قرأۃ سورۂ فاتحہ، آمین بالجہر، جلسہ، استراحت، دعاء قنوت، جمع بین الصلوٰتین، تراویح، نماز وتر، فجر وظہر واضطجاع وغیرہ مسائل کو مذہب حنفیہ کے طریقہ پر کتاب وسنت کے دلائل سے ثابت کر کے یہ امر واضح فرمایا ہے کہ مذہب حنفیہ کے مسائل ہی حدیث سے قریب تر ہیں اور یہی قابل عمل و لائق قبول ہیں۔ اُمید ہے کہ ان مسائل کو شافی سمجھ کر دریدہ دہن غیر مقلدین راہ انصاف اختیار کریں گے۔

۷۸۶/۹۲

سوال

بگرامی خدمت سامی منزلت جامع الکمالات العلمیہ والعملیہ حاوی الفنون الاصلیہ والفرعیہ سیدنا الاستاذ المعظم مطاع مفخم نیاز کیشان جناب مولانا المولوی شاہ رفاقت حسین صاحب دامت فیوضہم : .... سلام مسنون

خادم بہ کمال ادب گزارش کرتا ہے کہ یہ باتیں بہت معرکۃ الآرا ہیں لہٰذا فتویٰ بکمال تحقیق و تدقیق مبرہن و مدلل خوب بسط و تفصیل سے لکھا جائے اور اختصار سے کام نہ لیا جائے۔

صورت سوال یہ ہے۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ حنفیوں کے مسائل حدیث کے خلاف ہیں اہل حدیث حدیث پر عمل کرتے ہیں اور حنفی اپنی عقلی باتوں کو مسئلہ کہتے ہیں اور اپنی خواہش کو مذہب سمجھتے ہیں۔ حدیث کو چھوڑ کر غیروں کی تقلید کرتے ہیں۔ نماز، اذان ، وضو سب ہی میں اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں گویا حنفی مذہب کو حدیث کے خلاف بتاتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے کہ نماز، اذان حنفیوں کی حدیث کے خلاف ہے؟ مہربانی فرما کر پوری تفصیل سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ جن حدیثوں سے حنفیہ استدال کرتے ہیں اُن کی عربی عبارتیں مع نام کتاب درج فرمائیں بڑا کرم ہوگا۔

یارسول اللہ کہنا، انگوٹھے چومنا، علم غیب ماننا کیا حرام وشرک ہے؟

المستفتی: احقر محمد طیب خان غفرلہٗ
مدرسہ احسن المدارس قدیم نئی سڑک، کانپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین ہ والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وعلی تابعیھم بالاحسان الی یوم الدین۔

سب سے پہلے دین متین کے مطالبہ کا صحیح نقشہ اپنے دل میں اُتار لینا چاہئے، پھر آنے والے واقعات وحوادث کو دیکھتے جائیں جو اُس کے مطابق آئے قبول کریں، جو خلاف پڑے اُس سے دور رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے:

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولوالامر خلفاء راشدین صحابۂ کرام ائمہ دین رضوان تعالیٰ علیہم اجمعین کی تابعداری کرو۔

مسلمانوں نے سنا، گردنیں جھکا دیں اوروں نے سنا، منھ پھیر لیا، اس انکار کا سبب دریافت ہو جائے تو مسلمان بآسانی اس شر سے محفوظ رہ سکتے ہیں انسانی طبیعت کچھ اس طرح پر واقع ہوئی ہے کہ کتنی ہی عظیم شخصیت اگر اُس کے عیوب وقبائح کو اُس کے سامنے رکھ دے تو کم ظرف انسان فطری طور پر اُس سے بدظن ہو جاتا ہے۔ اور جوابی شکل میں کہنے والے کے عیوب تلاش کرنے لگتا

ہے۔ اگر نہیں ملا تو گڑھنے پر اُتر آتا ہے۔

کون نہیں جانتا کہ خاتم الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام رحمۃ للعالمین ہیں۔ سارے جہان کے لئے رحمت ہی رحمت ہیں، سب کے لئے خیر کی دعا فرمائی روئے زمین پر صرف ایک گروہ ایسا نکلا کہ جب اُس کا ذکر آیا، تو صرف دعا سے انکار ہی نہیں بلکہ اُس گروہ کی خباثت، اُس کی بدچلنی، بدوضعی، شیطنت، تخریب دین کے لئے اُن کی گروہ بندی سب ہی کچھ بیان فرمادیا۔

کیا عقل انسانی باور کرسکتی ہے کہ اُس گروہ کے دل میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ووقار کے لئے کوئی جگہ ہوگی؟ کیا اُن کے بتائے اور لائے ہوئے قانون کو پنپتا ہوا دیکھ کر اُن کا قلب مضطرب نہ ہوگا۔ دین کی تخریب میں کیا کوئی کسر اُٹھا رکھیں گے؟ اس کی تفصیل حدیث کی سب سے معتبر کتاب بخاری شریف سے سنئے:

عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اللهم بارك لنا فی شامنا اللهم بارك لنا فی یمننا قالوا یارسول الله وفی نجدنا قال اللهم بارك لنا فی شامنا اللهم بارك لنا فی یمننا قالوا یارسول الله وفی نجدنا فاظنه قال فی الثالثة هناك الزلازل والفتن وبها یطلع قرن الشیطان.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دعا فرمائی یا اللہ تو برکت نازل فرما ہمارے شام اور یمن والوں میں۔ کسی نے عرض کیا یارسول اللہ

ہمارے نجد کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شام اور یمن کے لئے دعا فرمائی۔ پھر کہنے والے نے نجد کی دعا کے لئے درخواست کی۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ جب تیسری بار نجد کے لئے درخواست کی گئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہیں سے شیطان کا گروہ ظاہر ہوگا۔

مسلمان کا ایمان ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر پیشین گوئی واقع ہو کر رہے گی۔ چنانچہ دنیائے اسلام میں احکام شریعت بتانے والی معتبر کتاب ردالمحتار شامی جلد سوم میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشن گوئی بارہ سو برس کے بعد ظاہر ہوئی۔ کہ ابن عبدالوہاب نجد میں پیدا ہوا اور اپنے گروہ کو لے کر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا۔ اسلامی شعائر و مسلمانوں کو مٹانے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔

کما وقع فی زماننا فی اتباع عبدالوهاب الذین خرجوا من نجد و تغلبو اعلی الحرمین وکانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشر کون واستباحوبذلك قتل اهل السنة وعلمائهم حتی کسر الله تعالیٰ شو کتهم و خرب بلادهم وظفر بهم عساکر المسلمین۔

جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ابن عبدالوہاب کے متبعین نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر زبردستی قابض ہوئے اپنے کو حنبلی کہتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف وہی لوگ مسلمان ہیں اور دنیا کے تمام مسلمان مشرک ہیں۔ یہی دلیل بنا کر اہل سنت اور علماء کرام کو قتل کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کے غرور کو توڑا اور اُن کے ملک کو ویران کیا، اہلسنت کی فوج کامیاب ہوئی۔

تب بقیہ نجد میں سمٹ کر آباد ہوئے اور اپنی حکومت و منصوبہ کو قائم رکھنے کے لئے قانون بنائے جن میں کے بعض یہ ہیں۔

خدا کے سوا کسی کو نہ مانا جائے۔ رسول کا ہم پر کوئی احسان نہیں چاروں مصلے بت پرستی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب باتیں ماننے کے قابل نہیں۔ روضۂ پاک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حاضری ناجائز ہے۔

اسلام دشمنی میں اسی طرح کے بہت سے قانون بنائے جن سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وائمہ کرام اولیاء اُمت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے نفرت و بیزاری پیدا ہو کر مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہو جائے۔

ان وہابیوں کا مسلمہ عقیدہ تھا کہ بخاری شریف کی تمام حدیثیں، صحیح اور واجب العمل ہیں، مگر جب اُسی بخاری شریف سے اُن کا شیطانی گروہ ہونا ثابت ہوا تو حدیث میں ہیر پھیر کرنے لگے۔ پھر بھی مطلب پورا ہوتا نظر نہ آیا تو کچھ دنوں سے ایک دوسرا نجد عراق خانہ ساز بنایا۔ جس کا دنیا کے کسی نقشے کسی گوشے میں وجود نہیں۔ اپنی اس من گھڑنت کو ثابت کرنے کے لئے دیدہ ودانستہ متعدد حدیثوں کو ٹھکرا دیا حالانکہ ان لوگوں نے اپنا نام اہل حدیث رکھ چھوڑا ہے۔

حدیث شریف میں فتنے کی جگہ مدینہ طیبہ سے مشرق ہے، اور عراق جانب شمال میں ہے۔ پھر عراق میں نجد نامی کوئی مقام بھی نہیں۔ جب وہابی غیر مقلدین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام فرمان کو واجب العمل اور ماننے کے قابل نہیں سمجھتے اور نہ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معصوم سمجھتے ہیں، بلکہ معاذ اللہ خاطی کہتے ہیں تو جو گروہ نبی معصوم کو خاطی سمجھے اس سے ائمہ دین پر طعن کیا بعید ہے؟

تحقیق الکلام فی مسئلہ البیعۃ والالہام مصنفۂ غلام علی قصوری غیر مقلد میں ہے:

"سب افعال واقوال آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تشریعی اور محمود نہیں ہیں اور عصمت مطلقہ آپ کے واسطے ثابت نہیں ہے ورنہ صحابہ آپ کی بعض خطاؤں پر اعتراض نہ کرتے؟"

معاذ اللہ! جب تمام اقوال رسول محمود نہیں تو تمام اقوال قابل تسلیم وعمل نہیں کیونکہ شریعت نامحمود پر عمل کا حکم نہیں فرماتی بلکہ روکتی ہے اور قرآن مجید کا ارشاد ہے:

ما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنه فانتھوا۔

جو کچھ تمہیں رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمائیں اسے لے لو۔ اور جس چیز سے روک دیں اُس سے باز رہو۔

کیا معاذ اللہ! صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس آیت کریمہ کے منکر تھے۔ الزام تراشی میں روافض کے بھی پیشوا نکلے۔ غیر مقلدین کا عقیدہ صراحۃً قرآن مجید کے خلاف اور باغیانہ ہے۔ کیونکہ قرآن مجید نے تمام اقوال رسول کو قابل عمل و واجب العمل بتایا ہے۔ مگر یہ قرآن مجید ہی کو کب محمود مانتے ہیں جو ان پر حجت ہو؟

صیانۃ الایمان مصنفہ شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین دہلوی میں خدا

تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن بتایا۔ اللہ تعالیٰ و رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق ان وہابیوں کا عقیدہ معلوم ہو گیا، اب اس جبل متین کی پہلی کڑی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ جن کو یہ فاسق، کافر، جہنمی لکھتے ہیں اعتصام السنہ مصنفہ مولوی جھاؤ ساکن مئو میں ہے۔

''اس آیت میں برائی ہے۔ رائے شخص کی کہ مقابلہ کرے ساتھ اس کے کلام رسول مقبول کو۔ اس واسطے کہ بیشک ہر نبی معصوم ہیں اور غیر اُنہوں کے معصوم نہیں۔ اور لینا قول وفعل انھوں کا رحمت کا ہو یا غضب کا سنت ہے۔ واسطے اُمت انھوں کے اور قول وفعل اُمت کا انھوں کے نہیں سنت کسی کے واسطے۔ جیسے جنگ صفین اور جنگ معاویہ اور علی کا۔ اور جنگ جمل جنگ علی اور عائشہ کا۔ اور قتل عثمان کا اور حسین کا۔ اور گالی عباس کی علی کو اور کینہ فاطمہ کا ابوبکر صدیق کو۔ اور کینہ عمر کا علی کے ساتھ اور سوا اس کے بہت قصے ہیں کہ چاہئے بہت سا دفتر۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس نے قتل کیا مومن کو جان بوجھ کر پھر بدلا اُس کا جہنم ہے اور فرمایا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ قتل کرنا مسلمان کا کفر ہے اور گالی دینا اُس کا فسق ہے۔''

ان غیر مقلدین وہابی کے ایک امام نواب بھوپالی ہیں، وہ اپنی کتاب الانتقاد الترجیح میں لکھتے ہیں:

''اما قولہ نعم البدعت ہذہ فلیس فی البدعت مایمدح بل کل بدعۃ ضلالۃ ولیس المراد بسنۃ

الخلفاء الراشدین الا طریقتهم الموافقة بطریقة من جهاد الاعداء وتقویة شعائر الدین ونحوها و معلومه من القواعد الشریعة انه لیس لخلیفة راشد ان یشرع طریقة غیر ماکان علیه النبی ثم ان عمر نفسه الخلیفة الراشد سمی مارأه من تجمیع صلوته لیل رمضان بدعة ولم یقل انها سنة۔

حضرت عمر کا بدعت کی تعریف کرنا صحیح نہیں کیوں کہ کوئی بدعت قابل تعریف نہیں بلکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور خلفاء راشدین کی سنت سے مراد نبی علیہ السلام کا طریقہ کفار سے جہاد اور دین کی تقویت ہے۔ اور اسی طرح کی باتیں۔ اور قواعد شرعیہ سے ظاہر ہے کہ کسی خلیفہ راشد کو یہ حق نہیں کہ نبی کے طریقے کیخلاف کوئی طریقہ جاری کرے۔ پھر عمر نے خود ہی نماز تراویح باجماعت کو بدعت کہا۔ سنت نہیں کہا۔''

یہ ہے بغض وہابیہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں:

علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین۔

اے مسلمانو! لازم پکڑو میرا طریقہ اور میرے خلفاء راشدین کا طریقہ۔

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلفاء راشدین کو حق عطا فرمائیں، کہ جو کچھ وہ کریں گے وہ قابل تقلید ہوگا۔ اُس پر عمل لازم ہوگا۔ وہ دین کی بات ہوگی۔ اُن کے طریقہ پر چلنا سنت پر چلنا ہوگا۔ اور یہ باغی اُن کے فعل کو مخالف

سنت بدعت وضلالت کہتا ہے۔

حضرت فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی دین متین کی وہ عظیم الشان نعمت ہے کہ کسی بددین بے دین کے قلب میں ان کی گنجائش ہو نہیں سکتی۔ ان سے نفرت وعداوت خارجی و بددین ہونے کی علامت ہے، ہر منافق تقیہ باز کے لئے فارق ہے۔

اس مختصر سی آگاہی کے بعد تسکین ہوگئی ہوگی کہ جب یہ فرقہ باطلہ اللہ جل شانہ اُس کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام، اُن کے پیارے خلفاء راشدین صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو برا کہہ کر کفر وفسق میں ملوث بتا کر، دین کا قلادہ گردن سے اُتار کر لعنت کا طوق گلے میں ڈال چکا تو ائمہ کرام، مجتہدین ومقلدین اہل سنت ان کی ملامت وطعن وتکفیر سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ ان کا مسلک ہی اسلاف گرامی پر تبرّا وطعن ہے اور ایسا ہونا بھی چاہئے تھا کیوں کہ صادق ومصدوق صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی ہے۔

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لعن آخر ھذہ الامۃ اولھا۔ (ترمذی شریف)

فرمایا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس امت کے پچھلے اگلوں کو برا کہیں گے۔

غور کرو۔ سلف صالحین، اولیاء کاملین، فقہا ومجتہدین، صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر کون سا گروہ لعن طعن کرتا ہے۔ اس وعید میں وہابی رافضی داخل ہیں یا اہل سنت وجماعت؟

احناف کے مسائلِ وضو نماز کا بیان

حدیث شریف کی روشنی میں

وضو کا بیان

حنفی مسلک میں تین دفعہ ہاتھ دھونا۔ تین بار کلی کرنا۔ تین بار ناک میں پانی ڈالنا۔ تین بار چہرہ دھونا۔ سر کا مسح کرنا۔ کانوں اور گردن کا مسح کرنا۔ اور دونوں پاؤں دھونا ہے۔ غیر مقلدین ناک اور منھ میں اکٹھے پانی ڈالتے اور حنفیوں کے طریقہ کو خلاف حدیث کہتے ہیں۔ ترمذی شریف میں ہے:۔

عن ابی حیہ قال رایت علیاً توضا فغسل کفیہ حتی انقاھما ثم مضمض ثلثاثم استنشق ثلثاوغسل وجھه ثلثاو ذراعیه ثلثاو مسح برأسه مرة ثم غسل قدمیه الی الکعبین ثم قام فاخذ فضل طھورہ فشربه و ھو قائم ثم قال احببت ان اریکم کیف کان طھور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم۔

ابو حیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وضو کرتے دیکھا تو آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے یہاں تک کہ خوب

صاف کیا، پھر تین بار کلی کیا، پھر تین بار ناک میں پانی ڈالا۔ اور تین بار منہ دھویا۔ پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک تین بار دھویا، اور سر کا مسح ایک بار کیا پھر دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھویا، پھر کھڑے ہوئے اور کھڑے کھڑے وضو کا بچا ہوا پانی نوش فرمایا۔ پھر فرمایا میں نے مناسب جانا کہ تم لوگوں کو بتادوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیسے وضو فرماتے تھے۔

اس حدیث کے مطابق اہلسنت کرتے ہیں یا غیر مقلدین؟ اس حدیث کے مخالف حنفی ہیں یا غیر مقلدین؟ ابن ماجہ شریف میں ہے۔

عن ابن عباس انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مسح اذنیه فاد خلهما سَبَّا بَتَیْنِ و خالف ابهامیه الی ظاهر اذنیه فمسح ظاهر هما وباطنهما ۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسح فرمایا دونوں کانوں کا تو دونوں شہادت کی اُنگلیاں دونوں کانوں کے اندر اور دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کے باہر رکھے۔ اندر باہر دونوں کا مسح فرمایا۔

ابوداؤد شریف میں ہے:۔

ثم مسح راسه مقدمه و موخره ط

پھر مسح فرمایا سر کا اگلے حصہ کا اور سر کے پیچھے کا۔

شرح معانی الآثار شریف میں ہے:

عن طلحه بن مصرف عن ابیه عن جده قال رأیت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسح مقدم راسہ حتی بلغ انقذال من مقدم عنقہ۔

مسح فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شروع سر سے گدی تک، گردن کے اوپری حصہ تک۔

اس حدیث کے مخالف حنفی ہیں یا غیر مقلد وہابی؟

ابن ماجہ شریف میں ہے:

عن سلمہ بن الاکوع قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ فمسح راسہ مرۃ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو فرماتے ہوئے پس مسح کیا سر کا ایک بار۔

اس حدیث پر حنفیہ کا عمل ہے، غیر مقلدین اس کے مخالف ہیں۔

اذان

غیر مقلدین اذان میں شہادتیں چار چار بار کہتے ہیں۔ دو دفعہ دھیرے دھیرے دو دفعہ زور سے۔ حنفی دو دفعہ کہتے ہیں اور بلند آواز سے کہتے ہیں۔ کیوں کہ اذان نام ہے اعلان کا۔ زور سے کہنے کا تو جو دھیرے دھیرے کہا وہ اذان نہ ہوئی۔ اسے اذان کے بیچ میں نہ داخل کرنا چاہئے۔ مگر یہ غیر مقلدین عربی لغت سے بھی نا آشنا ہیں صرف اتنا جانتے ہیں کہ حنفیوں کے عمل کو خلاف حدیث کہہ کر عام مسلمانوں کو دھوکا دیا کریں۔ بیہقی شریف میں ہے:

عن ابن ابی لیلی قال حدثنا اصحاب محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان عبداللہ بن زید الانصاری جاء الی النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ رأیت فی المنام کأنّ رجلا قام وعلیہ بردان لخضران فقام علی حائط فاذن مثنیٰ مثنیٰ واقام مثنی مثنیٰ۔

حضرت عبداللہ بن زید انصاری نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے اور عرض کیا کہ میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس کے بدن پر دو سبز چادریں ہیں۔ دیوار پر کھڑے ہو کر اذان کہی دو دو بار اور اقامت کہی دو دو بار۔

ترمذی شریف میں ہے:

عن عبداللہ بن زید قال کان اذان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفعا شفعا فی الاذان والاقامة۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اذان، دو دو دفعہ اور اقامت دو دو دفعہ تھی۔

نہ معلوم غیر مقلدین کس کی اذان کہتے ہیں؟ بیہقی شریف میں ہے۔

عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کان یقول الاذان مثنیٰ مثنیٰ والاقامة مثنیٰ مثنیٰ ومر برجل یقم مرة مرة فقال اجعلها مثنیٰ مثنیٰ دام لك

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے۔ اذان دو دفعہ ہے اور اقامت دو دفعہ ہے۔ آپ جا رہے تھے کہ ایک شخص کو ایک ایک بار اقامت کہتے سنا فرمایا خرابی ہو تیرے لئے دو دفعہ کہو۔
غیر مقلدین اذان میں شہادتیں چار چار دفعہ اور اقامت ایک ایک بار کہتے ہیں۔ پھر بھی اہل حدیث بنے ہوئے ہیں۔

جماعت میں کھڑے ہونے کا بیان

بخاری و مسلم شریف میں ہے۔

عن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلوۃ فلا تقوموا حتیٰ ترونی۔

جب نماز کی اقامت ہونے لگے تو کھڑے نہ ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ مجھے دیکھ لو۔

ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے۔

عن انس انہ کان یقوم اذا قال الموذن قد قامت الصلوۃ و کبر الامام۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت کھڑے ہوتے جب مؤذن قدقامت الصلوٰۃ شروع کرتا۔

اس پر حنفیہ عمل کرتے ہیں، جب مؤذن حی علی الفلاح کہہ لیتا ہے نمازی کھڑے ہو جاتے ہیں، شروع ہی سے کھڑے ہو کر اس حدیث کی مخالفت نہیں کرتے۔
نماز میں حنفی دونوں پاؤں کو قریب رکھتے ہیں، دونوں پاؤں کے بیچ میں

تقریباً چار انگل کا فاصلہ ہوتا ہے، ہاتھ کانوں تک اُٹھاتے ہیں، ناف سے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں، امام کے پیچھے قرآن مجید یا سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے، آمین زور سے نہیں کہتے، پہلی اور تیسری رکعت میں سجدہ کے بعد بغیر بیٹھے کھڑے ہوجاتے ہیں، فجر میں قنوت نہیں پڑھتے، تراویح بیس رکعت، وتر تین رکعت پڑھتے ہیں، اور دو نمازوں کو ایک وقت میں منع کرتے ہیں۔

غیر مقلدین وہابی پاؤں پھیلا کر کھڑے ہوتے ہیں، دونوں پاؤں کے بیچ میں ایک ہاتھ سے زیادہ فاصلہ رکھتے ہیں، ہاتھ کان تک نہیں اُٹھاتے شانے تک اُٹھاتے ہیں اور سینہ پر باندھتے ہیں، امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ آمین زور سے کہتے ہیں، پہلی تیسری رکعت میں بیٹھ کر پھر کھڑے ہوتے ہیں، پھر بھی کہتے ہیں کہ حنفیوں کا عمل حدیث کے خلاف ہے۔

ابوداؤد شریف میں ہے:

عن انس قال قال رسول الله صلے الله تعالیٰ علیه وسلم رضواصفو فکم وقاربوا بینها وحاذوا بالاعناق فوالذی نفسی بیده انی لاری الشیطان یدخل من خلل الصف کانبا الخذف۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، ملاؤ اپنی صفوں کو اور قریب کرو۔ اور گردنوں کو گردنوں کے مقابل رکھو، پس قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں شیطان کو صفوں میں بکری کے بچے کی طرح گھستے دیکھتا ہوں۔

مسند شریف حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے:

قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم سووا صفوفکم وحاذوا بین مناکبکم ولینوا فی ایدی اخوانکم وسدوا الخلل فان الشیطان یدخل فیما بینکم بمنزلة الخذف۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برابر کرو صفوں کو اور برابر کرو اپنے شانے اور نرم ہو جاؤ اپنے بھائیوں کے ہاتھ میں، اور صفوں کا دراز بند کرو، بے شک شیطان تمھارے بیچ میں بکری کے بچے کی طرح گھستا ہے۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جماعت میں شانہ اور گردن برابر کرنی چاہئے جو حنفیہ کرتے ہیں۔ اور غیر مقلد اس کے خلاف پاؤں کی اُنگلی دوسرے کے پاؤں سے ملاتا ہے۔ چاہے ٹانگ جتنی پھیلانی پڑے۔ اور ظاہر ہے کہ جتنا پاؤں پھیلائیں گے اتنا ہی زیادہ دراز ہوگا۔ اور اُس میں بکری کا بچہ آسانی سے گھس سکے گا۔ وظنی الخلل کما یکون بین الرجلین کذلك یکون بین الرجلین:

بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے۔

عن مالك بن الحویرث قال کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا کبر رفع یدیه حتی یحاذی بهما اذنیه

جب نبی کریم علیہ الصلوٰہ والتسلیم تکبیر کہتے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھاتے۔

ابوداؤد شریف میں ہے:

عن البراء قال رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لایعود۔

میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو کان کے قریب تک ہاتھ اُٹھاتے پھر رفع یدین نہ فرماتے۔

غیر مقلدین اس حدیث کے خلاف رکوع اور سجدہ میں جاتے وقت بھی رفع یدین کرتے ہیں............ طبرانی کی روایت میں ہے:

عن وائل بن حجر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا وائل ابن حجر اذا صلیت فاجعل یدیک حذاء اذنیک والمرأۃ تجعل یدیھا حذاء ثدیھا۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اے وائل بن حجر جب نماز پڑھو تو ہاتھوں کو کانوں تک کرو، اور عورت اپنے ہاتھوں کو چھاتیوں تک اُٹھائے۔

دیکھو ان حدیثوں کی مخالفت غیر مقلدین کر رہے ہیں یا اہلسنت؟ صحابہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف تکبیر تحریمہ نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا۔ رکوع یا سجدے میں نہیں دیکھا۔ اور یہ غیر مقلدین نہ معلوم آج کیا دیکھ رہے ہیں۔ اور کیسے دیکھ رہے ہیں؟

ابن شاہین کی روایت ہے۔

عن امیرالمومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ

وجهه قال ثلث من اخلاق النبوة تعجيل الافطار وتاخير السحور ووضع الكف على الكف تحت السرة فى الصلوٰة۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تین چیزیں نبوت کے اخلاق سے ہیں افطار میں جلدی کرنا اور سحری میں دیر کرنا، اور ہتھیلی کا ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا نماز میں۔

ابن ماجہ شریف میں ہے۔

حدثنى ابن عبدالله بن المغفل عن ابيه قال وفلما رأيت رجلا اشد عليه فى الاسلام حدثا منه فسمعنى وانا اقرأ بسم الله الرحمن الرحيم فقال اى بنى اياك والحدث فانى صليت مع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ومع ابى بكر و عمر مع عثمان فلم اسمع رجلا منهم لقوله ماذاقرأت فقل الحمد لله رب العالمين۔

حضرت عبداللہ ابن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُن سے زیادہ بدعت کو برا جاننے والا نہیں دیکھا۔ میں نے نماز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کی اُنھوں نے سن کر فرمایا اے بیٹے بدعت سے بچو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی حضرت ابوبکر وعمر کے ساتھ پڑھی حضرت عثمان کے ساتھ

پڑھی اوران میں سے کسی کو یہ پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔ جب تم قرأت شروع کروتو الحمد للہ رب العالمین سے۔

یہ صحابی ہیں جو جہر سے بسم اللہ پڑھنے کو بدعت فرمارہے ہیں۔ خلاف رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وخلفاء راشدین بتارہے ہیں۔ اور یہ غیر مقلدین سب کی مخالفت کر کے بسم اللہ زور سے پڑھتے ہیں۔ اور اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں۔ غور کروکس کا عمل حدیث پر ہے اور کون مخالف ہے؟

مسلم شریف میں ہے:

وعن قتادہ انه کتب الیه یخبرہ عن انس بن مالك انه حدثه قال صلیت خلف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وابی بکر و عمر و عثمان فکانوا یستفتحون الحمد للہ رب العٰلمین لایذ کرون بسم اللہ الرحمن الرحیم فی اول قراءۃ ولا فی اٰخرها

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان فرمائی کہ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی۔ یہ حضرات الحمد للہ رب العٰلمین سے قرأت شروع کرتے تھے۔ نہ شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم زور سے پڑھتے تھے اور نہ آخر میں۔

آمین

ابوداؤد کی روایت میں ہے:

عن وائل بن حجر انه صلی مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم واما بلغ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین قال آمین واخفی بها صوته۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نماز پڑھی جب حضور غیر المغضوب علیهم ولا الضالین پر پہنچے تو آپ نے آمین کہا اور اس آواز کو پوشیدہ کیا۔

شارح عینی نے روایت کی:

عن ابی معمر عمر ابن الخطاب انه قال یخفی الامام اربعا التعوذ وبسم اللہ الرحمن الرحیم و اٰمین و ربنا ولك الحمد

حضرت فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
امام چار چیزوں کو چپکے سے کہے گا۔ اعوذ باللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ آمین۔ ربنا ولك الحمد۔

غور کرو۔ کس کا عمل قول وفعل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر ہے؟

امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا

غیر مقلدین امام کے پیچھے بھی سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں اور حنفی خاموش کھڑے رہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔

اذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتو العلكم ترحمون۔

جب قرآن شریف پڑھا جائے تو چپ رہو اور سنو۔

یہ آیت نماز میں مقتدیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ بیہقی شریف میں ہے۔

عن مجاهد قال كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقرء فى الصلوٰة فسمع قرأة فتى من الانصار فنزل فاذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں قرأت فرما رہے تھے۔ کہ ایک انصاری جوان کے پڑھنے کی آواز سنی تو یہ آیت نازل ہوئی کہ جب قرآن پڑھا جائے تو چپ رہو اور سنو۔

مسلم شریف وابوداؤد شریف میں ہے:

عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم انما جعل الامام ليؤتم به فاذا كبر فكبروا واذا قرء فانصتوا۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام اس لئے بنایا گیا

ہے کہ اُس کی پیروی کی جائے۔ جب وہ تکبیر کہے تم بھی کہو اور
جب قرأت کرے، توتم لوگ چپ رہو۔
طبرانی شریف میں ہے:

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من کان له امام فقراءة الامام له قراءة

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس کے لئے امام ہو تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔
ایک حدیث شریف ہے:

لا صلوٰة لمن لم یقرء بفاتحة الکتاب

جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں۔

یہ شرعی قانون ہے اس میں عقل کو دخل دینا درست نہیں۔ ایک حکم یہ کہ بغیر سورہ فاتحہ پڑھے نماز نہیں۔ اور دوسرا یہ کہ جب امام پڑھے تو مقتدی چپ رہیں۔ امام کا پڑھنا مقتدی کا پڑھنا ہے۔ معلوم ہوا حکم قرأت حقیقی و حکمی دونوں کو شامل ہے۔ اگر کوئی تنہا نماز پڑھ رہا ہو اور سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوئی۔ کیوں کہ قرأۃ حقیقی پائی گئی نہ حکمی۔ اور جب امام کے پیچھے ہے تو مقتدی کی قرأت حقیقی نہیں ہوئی۔ مگر حکمی ہوئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود امام کی قرأت کو مقتدی کی قرأت فرما دیا تو مقتدی کے چپ رہنے ہی میں لا صلوٰة لمن لم یقرء بفاتحة الکتاب پر عمل ہوا۔ کہ مقتدی کی قرأت حکمی پائی گئی اور اگر مقتدی خود بھی پڑھنے لگے تو دو خرابیاں لازم آئیں

گی۔ ایک یہ کہ ایک ہی جگہ قرأت حقیقی و حکمی کا اجتماع، اور یہ درست نہیں۔ دوسرے یہ کہ سورۂ فاتحہ کی تکرار لازم آئے گی۔ حالانکہ ایک رکعت میں ایک ہی بار سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے۔

ترمذی شریف میں ہے:

واما احمد بن حنبل فقال معنی قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب اذا کان وحدہ۔ واحتج بحدیث جابر بن عبداللہ حیث قال من صلی رکعتہ لم یقرء فیھا بام القرأن فلم یصلے الا ان یکون وراء الامام قال احمد فھذا رجل من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تاول قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب ان ھذا اذا کان وحدہ۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ حدیث لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب اُس کے لئے ہے جو تنہا پڑھ رہا ہو اور دلیل اس پر وہ حدیث لائے جو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ جس نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو نماز نہیں پڑھی، لیکن یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

حضرت جابر صحابی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حدیث لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب کا یہ مطلب بتایا کہ یہ حدیث اُس کے لئے ہے جو تنہا پڑھ رہا ہو۔

امام نے صحابہ نے حدیث کا معنی مطلب بتا دیا۔ مگر یہ کیوں مانیں۔ اگر مان گئے تو مقلد ہو جائیں گے۔ اور مقلد ہونا اُن کے مذہب میں سب سے بڑا جرم ہے۔ اگر چہ تمام غیر مقلدین خود بھی مقلد ہیں اور ڈبل مقلد ہیں۔ حنفی تو ایک امام ابو حنیفہ کی، شافعی ایک امام محمد ادریس کی، مالکی ایک امام حضرت امام مالک کی، حنبلی ایک امام حضرت امام احمد بن حنبل کی تقلید کرتے ہیں۔ اور غیر مقلدین بیک وقت چار سر غنہ ابن تیمیہ، داؤد ظاہری، ابن قیم، اسمٰعیل دہلوی کے مقلد ہیں۔ تقلید سب ہی کرتے ہیں۔ مگر اپنا اپنا نصیبہ، کوئی مقربین رب العالمین کی تقلید کرتا ہے۔ کوئی ابلیس لعین کا مقلد ہے۔

موطا شریف امام محمد میں روایت ہے:

عن امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لیت فی فم الذی یقرأ خلف الامام حجرا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کاش اُن لوگوں کے منہ میں پتھر ہوتا، جو امام کے پیچھے قرأت کرتے ہیں۔

کیا غیر مقلدین کوئی ضعیف ایسی حدیث دکھا سکتے ہیں کہ امام کے پیچھے نہ پڑھنے والوں کے منہ میں پتھر کی تمنا ظاہر کی گئی ہو؟ غیر مقلدین گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں۔ حدیث وقرآن کے خلاف خود کریں اور الزام دیں حنفیوں پر۔

مسلم شریف میں ہے:

عن عطا بن یسار انه اخبره انه سال زید بن ثابت عن القرأة مع الامام فقال لا قراة مع الامام فی شئ۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا امام کے ساتھ قرأت کرنے کے بارے میں تو آپ نے فرمایا کہ امام کے ساتھ قرأت نہیں ہے کسی نماز میں۔

قرآن مجید میں مقتدیوں کو دو باتوں کا حکم دیا گیا۔ ایک چپ رہنا اور ایک سننا۔ سننا جب ہوگا کہ امام زور سے پڑھ رہا ہو۔ تو اس صورت میں سننا بھی ہوگا اور چپ رہنا بھی۔ کیوں کہ اگر خود بھی پڑھتا رہے تو سنے گا کیا؟ اور اگر امام زور سے نہ پڑھتا ہو اور مقتدی پڑھنے لگے تو مقتدی نماز سرّی ہونے کی وجہ سے سنتا نہیں اور اپنے پڑھنے کی وجہ سے چپ بھی نہیں اور امام کے پیچھے ایسے چپ رہنے اور سننے کا حکم تھا۔ لہٰذا غیر مقلد مقتدی نے قرآن و حدیث دونوں کے خلاف کیا۔ غیر مقلدین اپنی غیر فطری عقل سے ایک مسئلہ یہ نکالتے ہیں کہ امام سورۂ فاتحہ کی آیتوں کے بیچ بیچ میں جب چپ ہو جائے تب مقتدی پڑھیں۔ تا کہ قرآن مجید کی مخالفت لازم نہ آئے ماشاء اللہ۔ یہ تو معلوم ہو گیا کہ امام جب پڑھے تو قرآن مجید مقتدیوں کو پڑھنے سے روکتا ہے۔ اس کا علم غیر مقلدین کو بھی ہے۔ ورنہ یہ ترکیب کیوں نکالتے؟ یہ غیر مقلد ہونے کی آفت ہے کہ باوجود علم، عمل کی توفیق نہیں ہوتی۔ پھر میں پوچھتا ہوں کہ کیا امام پر ہر آیت کے بعد چپ رہنا واجب ہے؟ ظاہر ہے کہ غیر مقلدین بھی وجوب کے قائل نہیں۔ تو امام کو اختیار ہے سکتہ کرے یا نہ کرے۔ جب سکتہ نہ کیا تب مقتدی کیا کرے۔ اگر

پڑھتا ہے تو قرآن مجید کے خلاف ہوتا ہے اور اگر نہیں پڑھتا تو تمھارے نزدیک نماز ہی نہیں ہوئی۔

کہئے۔ سارے غیر مقلدین یونہی کھوپڑی پھوڑتے رہے۔ آج تک کسی کی ایک رکعت بھی ادا نہ ہوئی۔ اور اگر نماز سرّی پڑھ رہا ہے تو مقتدی کو کیا خبر کہ امام نے کب آیت شروع کی۔ اور کب ختم کیا۔ پھر بھی مقتدی نے پڑھنا شروع کر دیا۔ تو امام کی تلاوت سے اس کی تلاوت ٹکرا گئی۔ قرآن کے مخالف ہوا۔ نہ چپ رہا نہ سنا۔

پہلی اور تیسری رکعت میں جلسہ استراحت

غیر مقلدین پہلی اور تیسری رکعت میں بھی آرام سے بیٹھ کر پھر کھڑے ہوتے ہیں۔ حنفی ان رکعتوں میں سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ غیر مقلد اسے خلاف حدیث کہتے ہیں۔

ترمذی شریف میں ہے:

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ینهض فی الصلوٰة علی صدور قدمیه

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوجاتے نماز میں سیدھے۔

امام ترمذی باوجود اپنی خاص شان کے فرماتے ہیں:

قدم قال ابو عیسیٰ حدیث ابوهریرة علیه العمل

عند اهل العلم۔
اہل علم کا عمل حضرت ابو ہرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر ہے۔
یعنی پہلی اور تیسری رکعت میں سجدہ سے سیدھے کھڑے ہونے پر ہے۔
یہ غیر مقلدین بلا کسی کی تقلید کئے اپنی جہالت پر اڑے ہوئے ہیں۔ حنفیوں کے عمل کو خلاف حدیث کہتے شرماتے بھی نہیں۔ حیا ایمان کا حصہ ہے۔

نماز فجر میں دعاء قنوت پڑھنا

غیر مقلدین نماز فجر میں دعاء قنوت پڑھتے ہیں۔ حنفی نہیں پڑھتے۔
ترمذی شریف میں ہے:

عن ابی مالك الاشجعی قال قلت لابی یا ابت انك قدصلیت خلف رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وابی بكر و عمرو عثمان و علی بن ابی طالب ھٰهنا بالكوفة نحواًمن خمس سنین اكانوا یقنتون قال ای بنی محدث۔

حضرت ابو مالک اشجعی فرماتے ہیں، میں نے اپنے والد سے عرض کیا کہ آپ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے پیچھے نماز پڑھی اور تقریباً پانچ برس یہاں کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پڑھی۔ کیا یہ حضرات قنوت پڑھتے تھے؟ آپ نے فرمایا اے بیٹے! یہ نئی بات ہے۔

جسے پیغمبر علیہ السلام، خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نہ کریں، وہی غیر مقلدین کے ہاں سنت ہے۔ جس کو صحابہ محدث نئی ایجاد بتائیں اُسے چودھویں صدی کے ملا سنت کہہ رہے ہیں۔

امام ترمذی اس حدیث کو لکھ کر فرماتے ہیں:

قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث حسن صحیح والعمل علیہ عند اکثر اھل العلم۔

کہ اکثر اہل علم کا عمل اسی حدیث پر ہے۔

اسی ترمذی میں وہ حدیث بھی ہے جس پر عمل کے غیر مقلد دعویدار ہیں۔

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یقنت فی الصلوٰۃ الصبح والمغرب۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم قنوت پڑھتے تھے فجر اور مغرب میں۔

جب ایک ہی حدیث میں فجر اور مغرب دونوں ہے۔ تو نہ معلوم ان غیر مقلدین نے مغرب سے قنوت کو کیوں علیٰحدہ کر دیا۔ معلوم ہوا کہ ان کا مقصد حدیث پر عمل کرنا نہیں۔ بلکہ اپنی سہولت اور دوسروں میں نزاع پیدا کرنا ہے۔ اصل واقعہ وہ ہے جو امام مسلم و امام بخاری نے اپنی صحیح میں نقل کیا۔

بخاری شریف میں ہے۔

عن عاصم الاحول قال سئلت انس بن مالک عن القنوت فی الصلوٰۃ کان قبل الرکوع او بعدہ قال قبلہ انما قنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم بعد الركوع شهرا انه كان بعث اناسا يقال لهم القراء سبعون رجلا فاصيبوا فقنت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بعد الركوع شهرا يدعوا عليهم۔

حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز میں قنوت کے متعلق سوال کیا کہ رکوع سے پہلے پڑھی جائے یا رکوع کے بعد، آپ نے فرمایا رکوع کے پہلے۔ اور رکوع کے بعد جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ماہ تک پڑھا اُس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے ستر صحابہ قراء کو بھیجا وہ سب شہید کر دیے گئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک رکوع کے بعد قنوت پڑھا۔ اس میں ان قاتلین پر ہلاکت کی دعا فرماتے تھے۔

اسی قنوت اور بعد رکوع کو غیر مقلدین اختیار کئے ہوئے ہیں۔ جسے خاص مصلحت سے خاص وقت تک کیا گیا، پھر ترک فرمایا۔ غور کرو اس کا ترک کرنا موافق سنت ہے یا کرتے رہنا؟

جمع بین الصلوٰتین

غیر مقلدین تن پروری کے لئے دو دو نمازوں کو اکٹھا پڑھتے اور اسی کو عمل بالحدیث کہتے ہیں۔ مسلم شریف میں ہے۔

عن ابن عباس قال صليت مع النبي صلى الله تعالىٰ

عليه وسلم ثمانيا جميعا وسبعا جميعا قلت يا ابا السعساء ا ظنه اخر الظهر وعجل العصر واخرا المغرب وعجل العشاء قال وانا اظن ذلك۔

فرمایا حضرت ابن عباس نے نماز پڑھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ آٹھ رکعتیں اکھٹے اور سات رکعتیں اکٹھے۔ حضرت جابر نے ابن عباس سے کہا میں سمجھتا ہوں کہ ظہر کو آخر وقت اور عصر کو جلد پڑھا۔ اور مغرب آخر وقت اور عشاء کو جلد پڑھا۔ تو حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔

یہی مذہب احناف کا ہے کہ ضرورت کے وقت پہلی نماز بالکل اخیر وقت میں پڑھیں۔ اور دوسری نماز بالکل شروع وقت میں۔ دیکھنے میں جمع معلوم ہوتی ہے۔ مگر حقیقت میں دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں ہیں۔ کیوں کہ ان حدیثوں سے فرضیت نہیں ثابت ہوسکتی کہ دونوں نمازوں کا ایک کے وقت میں پڑھنا فرض ہو غیر مقلدین بھی دو نمازوں کو بیک وقت پڑھنا فرض نہیں کہتے۔ اور قرآن مجید میں ہے۔

ان الصلوٰة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا۔

نماز مسلمانوں پر وقت کے ساتھ فرض ہے۔

اور وقت ہی میں فرض ہے۔ عصر کی نماز ظہر کے وقت میں عشاء کی نماز مغرب کے وقت میں قطعاً نہیں ہوسکتی۔ اگر ایسا کیا، تو قرآن مجید کے خلاف ہوگا۔ اور نماز نہ ہوگی، شاید غیر مقلدین کی نماز قضا بھی نہیں ہوتی۔ کیوں کہ جب پڑھیں گے کسی نہ کسی نماز کا وقت ہوگا ہی۔ اور ایک نماز دوسری کے وقت میں

پڑھنا جائز ہے تو سنیچر کا عصر اتوار کے ظہر میں ملا دیا۔ اپنی سہولت کے لئے حدیثوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور ائمہ حدیث نے جو معنیٰ بیان فرمائے اُس سے انکار کرتے ہیں۔

امام ترمذی فرماتے ہیں:

قال جمیع ما فی ھذا الکتاب من الحدیث ھو معمول بہ وا خذ بعض اھل العلم ما خلا حدیثین حدیث ابن عباس ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمع بین الظھر والعصر بالمدینۃ والمغرب والعشاء من غیر خوف ولا سفر ولا مطر وحدیث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال اذا شرب الخمر فاجلدوہ فان عاد فی الرابعۃ فاقتلوہُ۔

جتنی حدیثیں میری اس کتاب میں ہیں ان سب پر کسی نہ کسی اہل علم کا عمل ہے، سوا ان دو حدیثوں کے۔ ایک حدیث ظہر و عصر کو مدینہ میں جمع کرنے کی اور مغرب وعشا کو جمع کرنے کی بغیر خوف وسفر وبارش کے اور دوسری حدیث شرابی جو چوتھی بار شراب پیے تو قتل کر ڈالو۔

غیر مقلدین کان صاف کرا کے سن لیں، اور توفیق ملے تو ترمذی شریف دیکھیں۔ تمام محدثین کی مخالفت سے توبہ کریں۔

حنفیوں کے نزدیک حج کے رکن میں دو نمازوں کو ایک ساتھ ایک دن پڑھنے کا حکم ہے۔ عرفات میں ظہر وعصر اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء ملا کر پڑھتے

ہیں۔ بخاری شریف میں ہے۔

عن عبداللہ بن مسعود قال ما رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی صلوٰۃ الالمیقاتھا الا صلوٰتین صلوٰۃ المغرب والعشاء فجمع۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کبھی کوئی نماز پڑھتے مگر اس کے وقت ہی میں لیکن یہ دو نمازیں کہ انھیں مزدلفہ میں جمع فرماتے۔

اسی حدیث پر حنفیہ کا عمل ہے۔ کہ حج میں جمع بین الصلوٰتین ہیں اور کبھی نہیں۔

تراویح

غیر مقلدین کا ایک آرام دہ مسئلہ یہ بھی ہے کہ تراویح بدعت ہے۔ اور اگر مارے پیٹے پڑھیں بھی تو آٹھ رکعت۔ نواب بھوپالی کی تحریر پہلے آچکی کہ تراویح بدعت ہے۔ اور اس بدعت کے موجد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ وہابی جس طرح تراویح کو برا کہتے، اُسی طرح حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی برا کہتے ہیں۔ حالانکہ حدیث شریف میں اس پر سخت وعید آئی ہے ایسی بہت سی حدیثیں ہیں جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز تراویح کی ترغیب دلائی ہے۔ مسلم شریف میں ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یرغب فی قیام رمضان من غیر ان یا

مرهم فيه بعزيمة فيقول من كان رمضان ايماناً واحتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه فتوفیٰ رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم والامر علیٰ ذٰلك ثم كان الامر علی ذٰلك فی خلافة ابی بكر وصدرا من خلافة عمر علی ذٰلك۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام رغبت دلاتے قیام رمضان کی فرضیت کے طور پر حکم نہ فرماتے۔ یہ فرماتے جس نے قیام رمضان کیا، ایمان اور اُمید ثواب پر تو اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پردہ فرمایا۔ اور معاملہ ویسا ہی رہا خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی ایسا ہی رہا۔ اور شروع شروع حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں بھی ایسا ہی رہا۔

غیر مقلدین کو جس چیز سے شبہہ ہوا۔ سب سے پہلے اس کی تشریح کرلیں۔ رات میں ایک نماز ہے تہجد، جسے قیام اللیل صلوٰۃ اللیل کہتے ہیں۔ اور ایک ہے قیام شہر رمضان جسے تراویح کہتے ہیں۔ تراویح اول شب میں پڑھتے اور تہجد اخیر رات میں پڑھتے ہیں تہجد کی عموماً آٹھ رکعتیں ہیں اور تراویح کی بیس، تراویح صرف رمضان شریف میں اور تہجد ہمیشہ۔ غیر مقلدین نے تراویح کو تہجد سمجھ لیا۔ اور یہ بات اُن کے ذہن سے جاتی رہی کہ اس کا وقت کب ہے۔ قبل النوم یا بعد النوم؟

اور بخاری شریف کی ایک سند لائے کہ حضرت ابو سلمہ نے اُم المومنین

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم رمضان شریف کی راتوں میں کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ اُم المومنین نے فرمایا:

ما كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يزيد في رمضان ولا في غيره على احدى عشرة ركعة۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

یہاں پر سوال صلوٰۃ اللیل سے تھا رمضان میں۔ اُم المومنین نے جواب دیا کہ صلوٰۃ اللیل ہمیشہ ایک حال پر رہی۔ رمضان غیر رمضان میں کوئی تبدیلی نہیں تہجد کی آٹھ رکعتیں جو شعبان میں تھیں وہی رمضان میں۔ اور حدیثوں سے یہ بھی ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر کی نماز اکثر اخیر شب میں ادا فرماتے تھے۔ تو یہ گیارہ رکعتیں تراویح کی نہیں ہوسکتیں۔ کہ وہ اول شب میں پڑھی جاتی ہے۔

پھر اس حدیث سے غیر مقلدین کا استدلال کسی طرح صحیح نہیں کیوں کہ اس میں آٹھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر ہے۔ اور اس کے وہ قائل نہیں۔ ان کے خود ساختہ مذہب میں وتر ایک ہی رکعت ہے۔ ہاں اگر وہ تراویح کو دس رکعت کہیں اور یہ بھی ثابت کردیں کہ یہ نماز اول لیل میں پڑھی جاتی تھی اور یہ ثابت کریں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وتر ہمیشہ قبل النوم ادا فرماتے تھے اور یہ محال ہے کہ کہیں سے ثبوت پائیں۔

ترویحہ آرام لینے کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع تراویح ہے۔ چونکہ تراویح میں ہر چار رکعت پر وقفہ کر کے سکون حاصل کیا جاتا ہے، اس لئے اس نماز کو تراویح

کہتے ہیں۔تراویح جمع ہے۔جس کا اطلاق کم از کم تین پر ہونا چاہئے۔اگر تراویح کی آٹھ رکعت مانی جائے تو اس کا نام تراویح رکھنا غلط ہوگا کیوں کہ اس صورت میں صرف ایک ترویحہ پایا جائے گا۔پہلی چار رکعت کے بعد بیٹھنا، ایک ترویحہ ہوا۔اور دوسری چار رکعت کے بعد نماز ہی ختم ہوگئی تو ایک ترویحہ کو تراویح کہنا صحیح نہ ہوا۔جیسے ایک کو تین کہنا صحیح نہیں۔اور جب تراویح کی بیس رکعتیں ہوئیں تو بجائے تین کے چار ترویحے ہو گئے۔جس میں جمع کا معنیٰ بخوبی پایا گیا۔اسے تراویح کہنا صحیح ہوا۔

نماز تراویح بدعت نہیں۔اسے خود سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ادا فرمایا لیکن جب یہ خیال آیا کہ میرے پڑھنے سے کہیں یہ نماز اُمت پر فرض نہ ہو جائے ترحماً علی الامت ترک فرمایا۔اور یہ ناخلف اسے بدعت ٹھہرائیں یہ یاد رہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز تہجد گھر میں ادا فرمایا کرتے تھے۔بخاری شریف میں ہے۔

عن أم المومنین الصدیقه رضی الله تعالیٰ عنها قالت ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم صلی ذات لیلةٍ فی المسجد فصلی بصلوته ناس ثم صلی من القابلة فکثر الناس ثم اجتمعوا من اللیله الثالثة اوالرابعة فلم یخرج الیهم رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فلما اصبح قال قد رأیت الذی صنعتم ولم یمنعنی من الخروج الیکم الا انی خشیت ان تفرض علیکم و ذٰلك فی رمضان.

اُم المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز پڑھی تو کچھ لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ پھر دوسری رات کو پڑھی۔ تو آدمی بہت جمع ہو گئے تیسری رات میں تو بہت بڑا مجمع ہوا۔ اور حضور باہر تشریف نہیں لائے جب صبح ہوئی تو ارشاد فرمایا جو تم لوگوں نے رات کیا وہ میں دیکھتا رہا۔ نہیں روکا مجھ کو تم تک آنے سے، مگر اس اندیشہ نے کہ کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے۔ اور یہ واقعہ رمضان شریف کا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس نماز کو چھوڑنا نماز کی برائی کی وجہ سے نہیں بلکہ اُمت پر شفقت و رحمت کی وجہ سے ہے کہ کہیں فرض نہ ہو جائے۔ صحابہ کرام اپنے طور پر اس کو قائم کئے رہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد یہ اندیشہ جاتا رہا۔ صحابۂ کرام نے مقرر کر لیا۔ اور صحابۂ کرام خصوصاً خلفائے راشدین کی سنت کی پیروی کا حکم دیا گیا۔

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین۔

مضبوطی سے قائم رہو میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت پر۔

جو خلفاء راشدین کی سنت کا منکر ہے وہ سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منکر ہے۔ ابوداؤد شریف میں ہے۔

عن ابی هریرة قال خرج رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم علی الناس فی رمضان وهم یصلون فی حیط المسجد فقال ماهولاء قیل له هو لاء ناس

لیس معھم قران وابی بن کعب یصلی معھم وھم یصلون بصلوته فقال اصابوا ونعما صنعوا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رمضان شریف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور وہ لوگ مسجد کے گوشہ میں نماز پڑھ رہے تھے فرمایا یہ کیا ہے؟ عرض کیا گیا یہ وہ لوگ ہیں جنھیں قرآن مجید یاد نہیں اور ابی ابن کعب انھیں نماز پڑھا رہے ہیں تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، ان لوگوں نے حق کو پایا۔ اور بہت ہی اچھا کیا۔

یہ نماز تراویح ہے۔ جس کی امامت حضرت ابی بن کعب کر رہے تھے جسے دیکھ کر حضور نے تعریف فرمائی۔ کیوں کہ یہ نماز تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسندیدہ تھی مگر خود جماعت کرانے میں اندیشہ فرضیت کا ہوا ترک کر دیا۔ دوسروں کو کرتے دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا۔

مؤطا امام مالک میں ہے۔

عن عبد الرحمن بن عبد القاری انه قال خرجت مع عمر بن الخطاب فی رمضان الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسه ویصل بصلوته الرهط فقال عمر والله انی لا رانی لو جمعت هؤلاء علی قارئ واحد لکان امثل فجمعهم علی ابی بن کعب قال ثم خرجت معه لیلة اخرئ والناس یصلون بصلاة قاریهم فقال عمر نعمت البدعة

هذه والتی یتنامون عنها افضل من التی یقومون یعنی اٰخر اللیل وکان الناس یقومون اوله۔

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رمضان میں مسجد کی طرف گیا تو لوگ مختلف ٹولیوں میں بٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے کوئی تنہا پڑھ رہا تھا کسی کے ساتھ ایک گروہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر سب کو ایک امام کے پیچھے کر دیتا تو بہتر ہوتا۔ پس حضرت ابی ابن کعب کو سب کا امام مقرر کر دیا۔ حضرت عبدالرحمان کہتے ہیں دوسری رات کو پھر حضرت عمر کے ساتھ گیا۔ لوگ اپنے امام کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا ہی اچھی بدعت ہے یہ۔ اور جس نماز سے سو جاتے ہیں وہ اس سے افضل ہے جسے کر رہے ہیں۔ یعنی تہجد لوگ اس وقت اول ہی رات میں نماز پڑھتے تھے۔ اول رات والی تراویح آخر رات والی تہجد ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہی کو تراویح کی امامت پر مقرر فرمایا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں تراویح کی امامت فرماتے تھے۔ اُس وقت چھوٹی جماعت تھی اب تمام مسلمانوں کی تراویح کے امام مقرر ہو گئے۔

بیہقی نے روایت کی:

عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی عهد عمر بعشرین رکعة والوتر۔

حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت پڑھتے تھے اور وتر۔

اسی میں ہے۔

عن ابن الحسناء ان علی ابن ابی طالب امر رجلا یصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعة.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس رکعت پانچ ترویحہ پڑھا نے کا حکم دیا۔

طبرانی کی روایت میں ہے:

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة سوی الوتر.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعت پڑھتے تھے وتر کے علاوہ۔

تراویح کی رکعتوں میں پہلے کچھ فرق تھا آخر بیس پر قرار ہوا۔ حضرت امام مالک نے روایت کی۔

وکان القاری یقراء بسورة البقرة فی ثمان رکعات فاذا اقامها فی اثنتی عشر رکعة رای الناس انه قد خفف.

پہلے آٹھ رکعتوں میں پوری سورۂ بقرہ پڑھتے تھے۔ پھر جب بارہ رکعتوں میں پڑھنے لگے۔ تو لوگوں نے آسانی محسوس کی۔

جب بیس ہوگئی تو اور سہولت بڑھ گئی۔ الحمد للہ تراویح کا سنت ہونا اور بیس

رکعت کا سنت ہونا حدیثوں سے ثابت ہے۔ مگر غیر مقلدین نو رکعت کا ثبوت کسی ضعیف حدیث سے بھی نہیں لا سکتے۔ جس سے ان کی آٹھ تراویح اور ایک رکعت وتر ثابت ہو۔ غیر مقلدین کا مسلک حدیث سے نہیں خواہش نفسانی ہے۔ اور اہلسنت حنفی وشافعی، مالکی، حنبلی حدیث پر عامل ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو وہابیوں کو ایک حدیث بھی نہ ملتی۔ اور حق یہ ہے کہ اُن کے پاس ایک حدیث بھی نہیں ہے۔ چنانچہ اس کا بیان آگے آئے گا۔

نماز وتر

غیر مقلدین وتر ایک رکعت پڑھتے ہیں۔ اور حنفیوں کے تین پڑھنے پر طعن کرتے ہیں اور خلاف حدیث بتاتے ہیں۔ ترمذی شریف میں ہے۔

عن امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجھہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوتر بثلاث یقرء فیھن بتسع سور من المفصل یقرءُ فی کل رکعۃ بثلاث سور آخرھن قل ھو اللہ احد۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر تین رکعت پڑھتے۔ جس میں نو سورتیں مفصل کی ہوتیں۔ ہر رکعت میں تین سورتیں سب کے آخیر میں ''قل ھو اللہ احد''

نسائی شریف میں ہے:

عن ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت

كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يوتر بثلث لا يسلم الا في اٰخرهن۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر تین رکعت پڑھتے اور سلام نہیں پھیرتے مگر آخر میں۔

ابوداؤد شریف میں ہے:

عن عبدالله بن ابي قيس قال سئلت عائشه بكم كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يوتر قالت كان يوتر باربع و ثلث و ستة و ثلاث وثمان وثلاث و عشر وثلث ولم يكن يوتر بانقص من سبع ولا باكثر من ثلث عشرة۔

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں میں نے اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا کتنے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تو بولیں چار اور تین، چھ اور تین، آٹھ اور تین، دس اور تین۔ اور کبھی آپ نے سات سے کم اور تیرہ سے زیادہ کے ساتھ وتر نہیں پڑھا۔

اُم المومنین نے تہجد کی مختلف رکعتیں بتائیں کبھی چار کبھی چھ۔ کبھی آٹھ کبھی دس مگر وتر ہر حال میں تین ہی رکعت۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ وتر کی تین ہی رکعتیں ہیں۔ اور تیسری کے آخر میں سلام ہے یہی مذہب اہلسنت کا ہے، جو حدیث شریف کے موافق ہے اور غیر مقلدین اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

اضطجاع

غیر مقلدین کا ایک آرام طلب مسئلہ اضطجاع سنت فجر پڑھ کر مسجد ہی میں لیٹ رہنا ہے۔ حنفیہ اس کو عبادت نہیں کہتے۔ اگر وقت میں گنجائش ہو اور شب بیداری کا تکان ہو تو لیٹ سکتا ہے۔ مگر اسے سنت کہنا صحیح نہیں بلکہ صحابۂ کرام نے اس کا سختی سے انکار کیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی "ازالۃ الخفاء" میں فرماتے ہیں۔

عن ابی المسیب رأی عمر رجلا اضطجع بعد الرکعتین فقال احصبوہ قلت یعنی ماکان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بفعلہ علی وجہ العبادۃ بل علی وجہ العادۃ و دفع الکلال۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ دو رکعت سنت فجر پڑھ کر مسجد میں لیٹ گیا تو فرمایا اسے کنکر مارو آپ کا مقصد یہ تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فعل بروجہ عبادت نہ تھا بلکہ عادۃً رفع تکان کے لئے تھا۔

اگر یہ لیٹنا سنت ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہرگز ایسا نہ فرماتے

غیر مقلدین تشہد میں سرین پر بیٹھتے ہیں اور حنفی بایاں پاؤں بچھا کر اُس پر بیٹھتے ہیں۔ جسے غیر مقلدین مخالف حدیث کہتے ہیں۔

ترمذی شریف میں ہے:

عن وائل بن حجر قال قدمت المدینۃ قلت لا نظرن

الیٰ صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ فلما جلس یعنی التشھد افترش رجلہ الیسریٰ ووضع یدہ الیسریٰ یعنی علی فخذہ الیسریٰ ونصب رجلہ الیمنیٰ۔

وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں مدینہ طیبہ آیا تو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کو بغور دیکھوں گا۔

جب حضور تشہد کے لئے بیٹھے تو بایاں پاؤں بچھایا اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھا اور داہنا پاؤں کھڑا رکھا۔

مسلم شریف میں اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

وکان یفرش رجلہ الیسریٰ وینصب رجلہ الیمنیٰ

بایاں پاؤں بچھاتے اور داہنا کھڑا رکھتے تھے۔

بخاری شریف میں بھی یہی مضمون ہے۔ دیکھو ان حدیثوں پر وہابیوں کا عمل ہے، یا حنفیوں کا؟

فجر و ظہر

غیر مقلدین فجر رات ہی میں پڑھتے ہیں۔ اور ظہر دوپہر میں، عصر آفتاب ڈھلتے ہی، عشاء سورج ڈوبتے ہی پڑھ لیتے ہیں۔ ان کے یہاں نماز کا کوئی وقت مقرر نہیں، ورنہ دو دو نمازیں بیک وقت، وقت سے پہلے کیسے پڑھ لیں۔ اور حنفی فجر کی نماز جب خوب صاف ہو جائے اور ظہر کی بعد زوال گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے اور سردیوں میں اس سے پہلے پڑھتے ہیں۔ اور ہر نماز اُس کے وقت میں پڑھتے ہیں یہی حدیثوں سے ثابت ہے۔

ترمذی شریف میں ہے:

عن رافع بن خدیج قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روشنی پھیلنے پر فجر پڑھو کہ اس میں ثواب زیادہ ہے۔

ابوداؤد شریف میں ہے:

عن رافع بن خدیج قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لبلال یا بلال نور لصلوٰۃ الصبح حتی یبصر القوم مواقع نعلھم من الاسفار۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت بلال سے اے بلال فجر کے لئے روشنی پھیلنے دو یہاں تک کہ لوگ تیروں کے گرنے کی جگہ کو روشنی کی وجہ سے دیکھنے لگیں۔

بخاری شریف میں ہے:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوٰۃ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب گرمی کی شدت ہو پس ٹھنڈی کرو نماز کو۔

نسائی شریف میں ہے:

عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا کان الحر ابرد بالصلوٰۃ واذا کان البرد عجل۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گرمیوں میں ٹھنڈا کرتے نماز میں اور سردیوں میں جلدی کرتے۔

دونوں نمازوں میں وہی مسلک حنفیہ کا ہے۔ جو حدیثوں میں مذکور ہے جن پر غیر مقلدین طعن کرتے ہیں۔

حنفی تمام احادیث صحیحہ پر ایمان رکھتے اور چاروں مذاہب کو حق جانتے ہیں چاروں کا عمل حدیث پر ہے بر خلاف غیر مقلدین کے۔ کہ اُن کا عمل خواہشات نفس پر ہے۔ ان کے پاس کوئی حدیث نہیں کیوں کہ راوی حدیث کو مسلمان متقی عادل ہونا چاہئے۔ امام مسلم فرماتے ہیں۔

ان خبر الفاسق ساقط غیر مقبول وان شهادة غير العدل مردودة۔

فاسق کی خبر مقبول نہیں۔ غیر عادل کی شہادت مردود ہے۔

جتنے محدثین ناقدین حدیث درحال گزرے مقلد تھے۔ یہاں تک کہ جن کو یہ وہابیہ اپنا پیشوا سمجھتے ہیں جیسے این تیمیہ، اب قیم، قاضی شوکانی، ابن عبدالوہاب نجدی، یہ سب اپنے کو حنبلی کہتے تھے۔ محدثین اکثر شافعی تھے۔ ناقدین حنفی شافعی سب ہی تھے۔

نماز کے وہ مسائل جن پر غیر مقلدین خلاف حدیث ہونے کا الزام دھرتے تھے بحمد اللہ تعالیٰ میں نے ہر مسئلہ پر حدیث شریف پیش کر کے یہ بتادیا کہ حنفیوں کا مسلک حدیث کے خلاف نہیں بلکہ حنفیوں کا ہی عمل حدیث پر ہے۔

اب وہابی غیر مقلد کہیں گے کہ تمھاری بیان کی ہوئی حدیثیں ضعیف ہیں مگر یاد رہے کہ وہابیوں کو یہ کہنے کا حق ہی نہیں۔ کیوں کہ ان کے نزدیک تقلید

حرام ہے۔ اور حرام کا مرتکب اور اُس پر مصر یقیناً فاسق ہے۔ اور فاسق راوی کی روایت مقبول نہیں۔ اور حال یہ کہ جتنے ناقدین حدیث و محدثین ہیں سب کے سب مقلد ہیں۔ جو غیر مقلدین کے نزدیک کافر مشرک ہیں۔ اور کافر کی روایت کردہ حدیث قابل قبول و عمل نہیں۔ تو غیر مقلدین کے پاس ایک حدیث بھی قابل علم و عمل نہیں۔

وہابیوں کے امیر بھوپالی ترجمان وہابیہ میں لکھتے ہیں:

''اوپر ظاہر ہے کہ سرچشمہ سارے جھوٹے حیلوں اور مکروں کا، اور کان تمام فریبوں اور دغابازیوں کی علم رائے ہے جو مسلمانوں میں بعد پیغمبر برحق کے پھیلا ہے۔ اور مہاجال ان سب خرابیوں کا بول چال فقہا اور مقلدوں کی ہے۔ اور ساری خرابی ڈالی ہوئی ان ملاؤں کی ہے جو دام تقلید میں گرفتار ہیں اور بدعت و شرک کے نشہ میں سرشار۔''

جب تمام فقہاء و مقلدین مشرک ٹھہرے تو غیر مقلدوں کو حدیث کہاں سے ملی؟ کوئی وہابی غیر مقلد ایک حدیث بھی ایسی نہیں دکھا سکتا۔ جو غیر مقلدوں کی روایت سے ان کو ملی ہو۔ صحاح ستہ خصوصاً صحیحین جن کو اپنانے کی یہ غیر مقلد کوشش ناروا کرتے ہیں۔ یہ تمام حضرات مقلد ہیں۔

شاہ ولی صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ الانصاف میں فرماتے ہیں:

ومن هذا القبيل محمد بن اسمعيل البخارى فانه مَعدودفى طبقات الشافعيه ومن ذكره فى طبقات الشافعية الشيخ تاج الدين السبكى وقال انه تفقه

بالحمیدی والحمیدی تفقه بالشافعی واستدل شیخنا العلامه علی ادخال البخاری فی الشافعیة بذکره فی طبقاتهم وکلام النووی الذی ذکرناه شاهدله۔

اور اسی طرح امام محمد بن اسمٰعیل بخاری بھی مقلد ہیں۔ شافعیہ میں شمار کئے گئے امام سبکی نے انھیں شافعیہ میں شمار کر کے فرمایا کہ امام بخاری نے علم فقہ امام حمیدی سے حاصل کیا اور حمیدی نے امام شافعی سے حاصل کیا۔ اور امام نووی شارح صحیح مسلم شریف نے بھی ایسا ہی کیا۔

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا، امام بخاری اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما دونوں بواسطہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں غیر مقلدین کا بڑا مار امام بخاری علیہ الرحمہ پر تھا وہ بھی مقلد ہیں اور طرفہ تماشہ یہ کہ سارے وہابیہ نجدی ہوں یا ہندی، مقلد ہوں یا غیر مقلد جس کو اپنا امام مطلق جانتے اور جس کی رائے پر آنکھ بند کر کے عمل کرنا اپنا نصب العین سمجھتے وہ ابن تیمیہ و قاضی شوکانی ہیں۔ جو خود مقلد تھے اور اپنے کو حنبلی کہتے تھے اور جس کی وجہ سے اس گروہ ناحق پژوہ نے وہابیہ کا لقب پایا۔ وہ بھی حنبلی تھا۔ نواب بھوپال ترجمان وہابیہ میں لکھتے ہیں:

''خاندان محمد ابن عبدالوہاب کا حنبلی مذہب تھا''

جب یہ غیر مقلدین تقلید کو شرک اور مقلدین کو مشرک جانتے ہیں تو ابن

تیمیہ و شوکانی حنبلی کو مسلمان اور امام مان کر خود کافر ہو گئے۔ یہ لعنت اُنھیں ترک تقلید و صالحین اُمت پر طعن کے سبب پڑی۔ جن کی تقلید کا حکم تھا۔ انھیں چھوڑ کر مردود دین بارگاہ کی تقلید کی مقلد و مقلد دونوں جہنم کے ایندھن بنے۔

انتم وما تعبدون حصب جهنم۔

غیر مقلدین کو حدیث پیش کرنے یا حدیث پر کلام کرنے کا کوئی حق نہیں کیوں کہ جس کی وہ سند لائیں گے۔ پہلے اس کی بات بلا سند تسلیم کرنی ہوگی۔ تو وہ سند لانے والا غیر مقلد نہ رہا مقلد ہو گیا پھر مقلد کی تقلید پر اعتراض کیسا؟ اور جس کی دینی بات بلا سند تسلیم کرو گے۔ تمھارے نزدیک سب کے سب مشرک اور مشرک کا بیان دینی اُمور میں قطعاً نا معتبر۔ لہٰذا غیر مقلدین حدیث سے مطلقاً محروم ہیں۔ یہاں تک کہ اُنھیں صحیح و ضعیف کہنے کا بھی حق نہیں۔

حدیث شریف خود ضعیف نہیں ہوتی۔ راویوں کے لحاظ سے حدیث کی قسمیں بنی ہیں۔ اگر راوی میں کسی قسم کی بدنی یا دینی کمزوری ہوگی تو اس کی روایت کردہ حدیث پر اس کمزوری کا اثر پڑے گا۔ اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی ہیں۔ ان کی روایت ایک واسطہ سے ہوگی یا دو واسطہ سے۔ یعنی امام اعظم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیچ میں صرف صحابی ہونگے رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا امام صاحب دوسرے تابعی سے وہ صحابی سے روایت کریں گے۔ اور حدیث شریف میں ہے۔

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم۔

تین قرن کی بھلائی اور خیر کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا۔

لہٰذا امام اعظم کو جو حدیث ملی وہ یقیناً صحیح ہیں وہاں ضعیف کا نام ہی نہیں ضعف تو تبع تابعین کے بعد ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ جو حدیث امام صاحب کو صحیح ملی وہی حدیث امام بخاری کو ضعیف ملی ہو۔ کیوں کہ ان کی روایتوں میں چار پانچ چھ واسطے ہیں۔ اس میں ممکن ہے کہ صحابی، تابعی، تبع تابعی عادل ہیں۔ ان کے بعد کے راوی غیر عادل ہوں۔ تو جن لوگوں نے تابعی یا تبع تابعی سے پایا۔ صحیح پایا۔ جن لوگوں نے بعد کے لوگوں سے پایا اُنھیں ضعیف ملی۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ضعف کے اسباب اکثر تبع تابعین کے بعد پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا حنفیہ کی حدیث جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہیں۔ ان میں ضعف کا یقین ہرگز نہیں کیا جا سکتا۔ ضعف کا احتمال صحاح ستہ میں ہے بلکہ واقع۔ لہٰذا غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ امام اعظم کی حدیث ضعیف ہے لغو ہے، عناد پر مبنی ہے۔

تقلید ائمہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

غیر مقلدین جس فقہ و تقلید کو حرام و شرک کہہ کر اپنا ٹھکانہ جہنم بناتے ہیں، اُسے قرآن مجید و حدیث شریف کی روشنی میں دیکھئے۔ قرآن مجید میں ہے۔

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون۔

پس پوچھو علم والوں سے، اگر تم علم نہیں رکھتے۔

یہ آیت عدم علم کی صورت میں مطلقاً سوال کا حکم دیتی ہے۔ جن مسائل کے استنباط کی ہم میں طاقت نہیں اُنھیں مجتہدین سے معلوم کریں، جو وہ بتائیں اُسے مانیں اُس پر عمل کریں۔ اگر ماننا اور عمل کرنا مقصود نہ ہو تو سوال عبث ٹھہرے گا اسی اتباع اور اطاعت کا نام تقلید ہے۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر درمنثور

میں حدیث سے کی۔

عن النبی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول ان الرجل یصلی ویصوم و یحج و یغز وانہ منافق قال یا رسول اللہ بماذا دخل علیہ النفاق قال لطعنہ علیٰ امامہ وامامہ من قال قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

حضرت انس فرماتے ہیں۔ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے کہ آدمی نماز پڑھتے، روزہ رکھتے حج کرتے، جہاد کرتے ہیں اور پھر وہ منافق ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ کیسے اس میں نفاق آ گیا۔ فرمایا اپنے امام پر طعن کرنے کی وجہ سے اور امام وہی ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا فسئلو ااہل الذکر۔

اس سے غیر مقلدین کا منافق ہونا معلوم ہوا۔ دوسری آیت میں ہے۔

اطیعو اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔

اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور اُن حکم والوں کی جو تم میں سے ہیں۔

یہ حکم والے خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اور ائمہ دین ہیں جن کی پیروی کا قرآن مجید میں حکم فرمایا۔ تیسری آیت:

ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ

الذین یستنبطونہ منھم۔

اگر رجوع کرتے لوگ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اور اُن لوگوں کی طرف جو امر والے ہیں۔ تو ضرور جان لیتے وہ امر والے جو مسائل استنباط کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ عوام کو دینی اُمور میں ائمہ کرام کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ کہ جو مسئلہ صراحۃً قرآن و حدیث میں نہ ہو قرآن و حدیث سے یہ ائمہ استنباط کر کے بتائیں۔ اور عوام اس پر عمل کریں، یہی تقلید ہے۔ ہر آدمی بلکہ عالم اس کا مجاز نہیں کہ قرآن مجید یا حدیث سے خود مسائل بتائے۔ یہ حق قرآن مجید نے صرف اُنھیں حضرات کو عطا فرمایا ہے جو استنباط کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ وہی امام و پیشوا بننے کے مستحق ہیں۔ چوتھی آیت کریمہ:

یوم ندعوا کل اناس بامامھم۔

(قیامت کے دن) جس دن ہر ایک کو اُن کے اماموں کے ساتھ بلائیں گے۔

تفسیر روح البیان میں فرمایا:

او مقدم فی الدین بہ قال یا حنفی یا شافعی

امام دینی پیشوا ہے۔ قیامت میں یا حنفی یا شافعی کہہ کر پکارا جائے گا۔

قرآن مجید میں بہت سی آیتیں ہیں جن میں پیروی و تقلید کا حکم ہے۔ ہم اسی قدر پر اکتفا کرتے ہیں۔

مسلم شریف کے باب ان الدین النصیحۃ میں امام نووی فرماتے ہیں۔

وقدیتنا ول ذالك علی الائمة الدین هم علماء الدین و ان من نصیحتهم قبول ما ورد وہ و تقلیدهم فی الاحکام واحسان الظن بهم۔

یہ حدیث ان اماموں کو بھی شامل ہے جو علماء دین ہیں ان کی خیر خواہی یہی ہے کہ ان کی روایتوں کو قبول کریں۔ احکام شرعیہ میں ان کی تقلید کریں۔ ان کے ساتھ نیک گمان رکھیں۔

اس میں غیر مقلدین کا پورا فوٹو آ گیا۔ مسائل میں تقلید اور ان ائمہ کے ساتھ حسن ظن کا حکم تھا۔ غیر مقلدین نے تقلید کو حرام اور ائمہ کے ساتھ سوء ظن ہی نہیں بلکہ طعن سب و شتم کر کے دین کے شعار کو اتار پھینکا۔ اطاعت و تقلید سے آزاد ہو کر سلف صالحین پر تبرّ ابازی اور مسلمانوں میں انتشار پیدا کر دیا۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے:

من اتاکم و امر کم جمیع علی رجل واحد یرید ان یسق عصا کم و یفرت جماعتکم فاقتلوہ۔

جو تمھارے پاس آئے دراں حالیکہ تم سب ایک شخص کی طاعت پر متفق ہو چکے ہو۔ اور وہ چاہتا ہو کہ تمھاری قوت توڑ دے اور تمھاری جماعت کو متفرق کر دے تو اسے قتل کر ڈالو۔

غیر مقلدین اس حدیث کو پڑھیں اور سوچیں کہ پورے ہندوستان میں اُمت مسلمہ ایک امام برحق امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت اور تقلید پر متفق ہے۔ غیر مقلد اس جماعت میں تفریق ڈال کر حدیث کی رو سے کس سزا کے مستحق ہوئے؟ اگر حکومت اسلامی نہ ہونے کی وجہ سے تمھیں اس دنیا میں

چھوٹ مل رہی ہے تو روز قیامت کچھ دور نہیں۔

شریعت مطہرہ میں صالحین کی تقلید و اطاعت کا حکم دیا گیا۔ منکرین و مشرکین وغیر صالحین کی تقلید سے روکا گیا اور اس کی مذمت کی گئی۔

ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هواه وکان امره فرطا۔

اس کی اطاعت نہ کرو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا۔ اور اپنی خواہش نفسانی کے تابع ہو گیا اور اُس کا کام حد سے گذر گیا۔

اس آیت نے ان لوگوں کی تقلید کو حرام بتایا جو خواہشات نفسانی کے پیرو اور دین سے دور ہیں۔ غیر مقلدین نے اس آیت کو ائمہ صالحین کی تقلید کی حرمت پر پیش کر کے اپنے خارجی ہونے کا ثبوت دیا۔

کیوں کہ صالحین کی اتباع رضائے الٰہی ہے۔

السابقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم و رضوا عنه۔

سب میں سبقت لیجانے والے مہاجرین اور انصار اور جن لوگوں نے ان کی اتباع بھلائی کے ساتھ کیا ان سب سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔

معلوم ہوا کہ حضرات صالحین کی تقلید و اتباع موجب رضاء الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو مقربین بارگاہ الٰہی کی پیروی کا حکم فرماتا ہے۔

واتبع سبیل من اناب الیّ۔

اس کی پیروی کرو جس نے میری طرف انابت کی۔

مقربین بارگاہ سلف صالحین کی تقلید کا حکم ہے اور ائمہ اربعہ امام مالک، امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رضوان اللہ تعالیٰ علیہم یقیناً امت کے مانے ہوئے عالم، مجتہد، متقی، صاحب ولایت، مقربین بارگاہ الٰہ ہیں۔ جن کے شاہد اپنے بیگانے سب ہی ہیں۔

میں یہاں پر صرف حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ حالات بیان کرتا ہوں۔ الخیرات الحسان میں ہے۔

ولفظ مسلم لوکان الایمان عندالثریا لتناوله رجال من ابناء فارس قال الحافظ المحقق الجلال السیوطی هذااصل صحیح یعتمد علیه فی البشارة بأبی حنیفة رحمة الله تعالیٰ۔

مسلم شریف میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگر ایمان ثریا تک چلا جائے۔ البتہ پالیں گے اُس کو فارس والے۔ امام محقق جلال الدین سیوطی نے فرمایا یہ صحیح روایت ہے جس پر امام اعظم ابوحنیفہ کی بشارت میں اعتماد ہے۔

اور یہ روایت بخاری شریف میں بھی ہے۔ محدثین امام اعظم کے فضائل میں یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ جن فارسی کا یہ رتبہ علم بیان کیا گیا وہ امام اعظم ابو حنیفہ فارسی ہیں کوئی دوسرا اس درجہ کا وہاں نہیں ہوا۔ اگر غیر مقلدین عمل بالحدیث کا دعویٰ رکھتے ہیں تو حدیث کی بغاوت سے باز آئیں۔

امام اعظم کے متعلق

ائمہ دین و اولیاء کاملین کے ارشادات

وفی روایة انه سائله عن جماعة فا جابه عنهم قال فابو حنیفة قال سبحان الله لم اری مثله۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے چند حضرات کے متعلق سوال کیا تو سب کا جواب دیتے ہوئے فرمایا لیکن ابو حنیفہ سبحان اللہ میں نے اُن کے مثل نہیں دیکھا۔

یہ امام مالک وہ جلیل الشان امام ہیں جن کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

یوشك ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون اعلم من العالم المدینة۔

قریب ہے لوگ اونٹوں کو مارتے بھگاتے علم کی طلب میں سرگراں ہوں گے۔ پس نہیں پائیں گے مدینہ کعبہ کے عالم سے زیادہ علم رکھنے والا۔

عالم مدینہ یہی امام مالک ہیں جو امام اعظم کو بے مثیل فرمارہے ہیں۔ غیر مقلدین اپنے گریبان میں منھ ڈال کر دیکھیں، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الناس عیال فی الفقه علی ابی حنیفة ما رایت ای

علمت بشراً افقه منه.
لوگ علم میں ابو حنیفہ کے محتاج ہیں میں نے کسی کو اُن سے زیادہ علم والا نہیں پایا۔
یہ وہی عظیم المرتب امام ہیں جن کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:
لاتسبوا قریشا فان عالمها يملاء الارض علما.
قریش کو برا نہ کہو کہ اس کا ایک عالم دنیا کو علم سے بھر دے گا۔
یہی امام شافعی ہیں جن کا علم دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ ان ہی امام نے فرمایا: من لم ينظر فی کتبه لم يتبحر فی العلم ولا يتفقه جس نے امام ابو حنیفہ کی کتابیں نہیں دیکھیں نہ اُسے علم آیا نہ فقہ۔

لما دخل الشافعی بغداد زار قبره وصلی عنده رکعتین فلم يرفع يديه فی التکبير وفی روايته ان الرکعتين کانتا صلوٰة الصبح وانه لم يقنت فقيل وفی ذٰلك فقال ادبا مع هذا الامام من ان اظهر خلافه بحضرته.

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ جب بغداد تشریف لائے تو امام اعظم کے مزار کی زیارت کی اور وہیں نماز وغیرہ ادا کی جس میں نہ رفع یدین کیا۔ نہ قنوت پڑھی۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا۔ امام نے فرمایا، امام اعظم کا ادب کرتے ہوئے میں نے اُن کے قریب اُن کے مسلک کے خلاف کرنا مناسب نہ جانا۔

یہ ائمہ دین کی روش ہے۔ بخلاف ہمارے دور کے غیر مقلدین کے کہ جب یہ اہلسنت کی مسجدوں میں پہونچتے ہیں تو آمین پکارنے میں زندگی بھر کی قوت لگا دیتے ہیں محض اہلسنت کی مخالفت کے لئے۔ اور زیارت قبر و فاتحہ تو ان محرومین کے نزدیک ایسے گناہ ہیں جو قابل بخشائش ہی نہیں حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو دنیا کے ائمہ مجتہدین میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

وقال احمد بن حنبل فی حقه انه من اهل الورع والزهد وایثار الاخرة بمحل لا یدرکه احد۔

کہ امام اعظم صاحب ورع و زہد ہیں اور آخرۃ کو اس موقع پر اختیار کرتے ہیں۔ جہاں کسی کی ہمت نہیں۔

حضرت امام عبداللہ بن مبارک جنھیں محدثین نے امیر المومنین فی الحدیث کا لقب دیا۔ جو امام بخاری و مسلم کے شیوخ میں ہیں۔ جن کے ہزاروں محدثین شاگرد ہیں۔ فرماتے ہیں۔

قال ابن المبارک قال افقه الناس ما رایت افقه منه۔

امام اعظم اپنے وقت کے تمام لوگوں سے زیادہ علم والے تھے میں نے اُن سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔

آپ ایک دن لوگوں کو حدیث لکھا رہے تھے آپ نے فرمایا حدثنی عن نعمان بن ثابت۔

وعنه انه کان یحدث الناس فقال حدثنی النعمان بن ثابت فقیل له من تعنی قال ابا حنیفة مخ العلم فامسك بعضهم عن ان یکتب ذلك الاملاء

فسکت ابن المبارك مدة ثم قال ايها الناس ما اسئوا بكم واجهلكم بالائمة وما اقل معر فتكم بالعلم واهله ليس احد احق ان يقتدى به من ابى حنيفة لا نهٔ كان اماماً تقيا و رعا عالما فقيها كشفه العلم كشفالم يكشفه احد۔

مجھ سے حدیث بیان کی نعمان بن ثابت نے لوگوں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا ابو حنیفہ جو علم کی جان ہیں۔ تو کچھ آدمیوں نے لکھنا بند کر دیا تو حضرت ابن مبارک کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا اے لوگو کتنے بے ادب اور حال ائمہ سے جاہل اور علم واہل کی قدر سے نا آشنا ہو۔ امام ابو حنیفہ کے مقابلہ میں کوئی ایسا نہیں جس کی تقلید کی جائے کیوں کہ وہ مانے ہوئے امام ہیں۔ متقی پرہیز گار ہیں۔ عالم فقیہ ہیں۔ علم کو آپ جیسا کسی نے ظاہر نہیں کیا۔

وعنه قولهٔ عندنا اذا لم نجد اثرا كالاثر عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم۔

وہی فرماتے ہیں جب ہم لوگوں کے پاس کوئی حدیث نہیں ہوتی تو امام اعظم کے قول کو دلیل بناتے ہیں۔

یہی مقام تقلید ہے کہ جس باب میں قرآن وحدیث نہ ملے مجتہد کے مسئلہ قیاسی پر عمل کیا جائے۔ یہی امام حضرت عبد اللہ ابن مبارک فرماتے ہیں۔

لا يحل ان يا خذا الا ما صح عن رسول الله صلى الله

تعالیٰ علیه وسلم وما ادرك عليه علماء اهل الكوفة فى اتباع الحق اخذبه وجعله دينه۔

کہ امام اعظم سوائے صحیح احادیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیتے ہی نہ تھے۔ حدیث میں ناسخ و منسوخ کی بڑی زبردست پہچان رکھتے تھے۔ وہ ثقہ حضرات کی حدیث ڈھونڈھا کرتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے والے تھے۔ اور جو مسئلے علماء متقین اہل کوفہ سے پاتے اُسے اپنا دین سمجھتے۔

حضرت امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جن کی امامت ساری دنیا تسلیم کئے ہوئے ہے۔

وقال الثوری لمن قال له جئت من عند ابی حنيفة لقد جئت من عند افقه اهل الارض وقال ايضاً ان الذى يخالف ابا حنيفة يحتاج الى ان يكون اعلى منه قدرا علما وبعيد ما يوجد ذٰلك

آنے والے نے کہا کہ میں ابوحنیفہ کے پاس سے آرہا ہوں۔ تو فرمایا امام ثوری نے کہ تم دنیا کے سب بڑے فقیہ کے پاس سے آئے اور یہ بھی فرمایا جو لوگ ابوحنیفہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ انہیں ابوحنیفہ سے رتبہ اور علم میں زیادہ ہونا چاہیئے۔ اور یہ بہت دور ہے۔

یہ اس دور کے لوگوں کے لئے کہا گیا جبکہ علم کی کثرت تھی، بھلا اس

چودہویں صدی میں اس کا خواب کون دیکھ سکتا ہے؟ غیر مقلدین کو چاہئے کہ اُس دور کے محدثین اور علماء کو دیکھیں کہ وہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کیا سمجھتے۔ اور کیسی عقیدت رکھتے ہیں۔ خلاف شان امام اعظم بولنے والوں کو کیسا بے ادب بدتمیز اور جاہل فرماتے ہیں۔

امام حافظ الحدیث نقادفن یحیٰی بن معین فرماتے ہیں۔

الفقهاء اربعة ابو حنيفة و سفيان و مالك و اوزاعى.

فقیہ چار ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ، امام سفیان ثوری، امام مالک، امام اوزاعی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم۔

امام اعظم کے متعلق حضرت امام سفیان ثوری اور امام مالک کے اقوال پڑھ چکے۔ اب سنئے حضرت امام اوزاعی کیا فرماتے ہیں:

قال الاوزاعى لابن المبارك من هذا المبتدع الذى خرج بالكوفة يكنى ابو حنيفة فاراه مسائل عويصه من مسائله فلما راها منسوبة للنعمان بن ثابت قال من هذا قلت شيخ لقيته بالعراق قال هذا نبيلٌ من المشائخ اذهب فاستكثر منه قلت هذا ابو حنيفة الذى نهيت عنه ثم لما اجتمع بابى حنيفة بمكة جاراه فى تلك المسائل فكشفها ابو حنيفة له باكثر ما كتب ابن المبارك عنه فلما افترقا قال الاوزاعى لا بن المبارك غبطت الرجل بكثرة علمه و وفور عقله واستغفر الله تعالىٰ لقد

کنت فی غلط ظاهر الزم الرجل۔

امام اوزاعی نے حضرت عبداللہ ابن مبارک سے پوچھا وہ کون بدعتی ہے جو کوفہ میں ظاہر ہوا۔ جس کی کنیت ابوحنیفہ ہے۔ تو میں نے انھیں امام اعظم کے چند مشکل مسائل دکھائے جب انھوں نے دیکھا للنعمان بن ثابت، تو پوچھا یہ کون ہیں؟ میں نے کہا ایک بزرگ ہیں جن سے عراق میں ملاقات ہوئی۔ امام اوزاعی نے کہا کہ یہ بزرگوں کے سردار ہیں۔ جاؤ، اس سے اور زیادہ حاصل کرو۔ میں نے کہا یہ وہی ابوحنیفہ ہیں جن کے پاس آپ نے جانے سے روکا تھا۔ پھر جب امام اوزاعی کی مکہ معظمہ میں امام ابوحنفیہ سے ملاقات ہوئی تو انھیں مسائل میں بحث کی۔ تو امام اعظم نے جتنا ابن مبارک کو لکھا یا تھا اُس سے کہیں زیادہ بیان فرمایا۔ پھر جب دونوں علیحدہ ہوئے تو امام اوزاعی نے حضرت عبداللہ ابن مبارک سے فرمایا کہ اس شخص سے مل کر اس کے کمال علم و عقل کو دیکھ کر مجھے غبطہ ہوا (یعنی تمنا کرنے لگا کہ کاش میں بھی ایسا ہوتا) اب میں توبہ کرتا ہوں سخت غلطی میں پڑا ہوا تھا اے ابن مبارک کبھی ان کا ساتھ نہ چھوڑنا........ یہ ہے امام اعظم کی شخصیت!

جن کی بڑے بڑے ائمہ دین متین مدح سرائی کر رہے ہیں۔ چند جاہلوں کے اعتراض سے اُن کی عظمت گھٹ نہیں سکتی بلکہ آفتاب کا تھوکا منہ پر آئے گا۔

حضرت خطیب بغدادی جو خاتم المحدثین کہے جاتے ہیں اُنھوں نے روایت کی۔

روی الخطیب عن بعض ائمہ الزھد انہ قال یجب علی اھل الاسلام ان یدعوا لا بی حنیفة فی صلوتھم لحفظة علیھم السنة والفقه۔

بعض اولیاء کرام نے فرمایا اہل اسلام پر ضروری ہے کہ وہ نمازوں میں امام اعظم کے لئے دعا کیا کریں۔ کیوں کہ انھوں نے سب کے لئے حدیث وفقہ کی حفاظت کی۔

حافظ حدیث حضرت یحیٰ بن سعید قطان جو ناقد حدیث ہیں فرماتے ہیں۔

ما سمعنا من احسن رای ابی حنیفة ومن ثمه کان یذھب فی الفتوی الی قوله۔

میں نے ابو حنیفہ سے بہتر کسی کا فتویٰ نہیں سنا یہی وجہ تھی کہ وہ امام اعظم ہی کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔

افسوس ہے کہ تنقید حدیث میں تو اُن کا فتویٰ سب ہی مانتے ہیں مگر مسائل فقہیہ میں اُن کے فتوے پر چند افراد کو اعتراض ہے۔ غیر مقلدیت تو جب راس آتی کہ ناقدین کی نقد پر بھی کان نہ دھرتے۔

حضرت مکی ابن ابراہیم جو امام بخاری کے اُستاد اور ثلاثیات بخاری کے خاص شیخ ہیں۔ فرماتے ہیں۔

وقال مکی بن ابراھیم کان ابو حنیفة اعلم اھل زمانه۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ میں سب سے بڑے

عالم تھے۔

یہ خود محدث تھے۔اور محدثین میں سب سے بڑا عالم اہل زمانہ امام اعظم کو فرمار ہے ہیں اور غیر مقلدین ابھی تک یہی کہے جار ہے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کو حدیث نہیں آتی تھی۔ سوچو کہ آج تیرہ سو برس کے بعد کی تم جیسوں کی بولی معتبر ہوگی۔ یا دوسری صدی کے محدثین وفقہا کے اقوال۔

حضرت مسعر بن کدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام محدثین خوشہ چین ہیں وہ فرماتے ہیں۔

من جعل ابا حنيفة بينه وبين الله رجوت ان لا يخاف۔

جس نے اپنے اور اپنے رب کے درمیان امام اعظم کو وسیلہ بنالیا میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ خوف آخرت سے نجات پا گیا۔

سبحان اللہ! یہ ہیں ائمہ دین کے ارشادات عالیہ اس سے امام اعظم کا قرب الٰہی، ولایت علیا کتنا درخشاں نظر آیا۔نور نبوت سے فیض پانے والوں کی نگاہوں نے دیکھا۔اور کہا، دیدۂ کور کو کیا آئے نظر پھر وسیلہ بنانا۔آج یہ کور باطن اہل سنت پر اعتراض کرتے ہیں۔وسیلہ کو شرک بتاتے ہیں میں اس مقام پر اس کے دلائل نہ پیش کروں گا۔اس کی جگہ اور ہے یہاں صرف اتنا سمجھ لینا چاہئے کہ اہل اللہ کو وسیلہ بنانا آج کی پیداوار نہیں۔ یہ تابعین کے دور کی بات ہے جو خیر القرون ہے۔ جنھوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے براہ راست حاصل یا۔

حافظ حدیث حضرت محمد بن میمون فرماتے ہیں۔

لم يكن في زمن ابي حنيفة اعلم ولا اورع ولا ازهد

ولا اعرف ولا افقه منه تاالله ما سرنی بسماعی منه مائة الف دینار۔

امام اعظم ابوحنیفہ کے زمانہ میں ان سے زیادہ علم والا ورع والا زہد والا، معرفت والا، فقہ والا کوئی نہ تھا۔ ایک لاکھ اشرفی کے مقابلہ میں بھی ان کی ایک روایت کا ترک کرنا مجھے نہ بھایا۔

اگر امام کی بات محض عقلی بات ہوتی تو حضرات محدثین حدیث چھوڑ کر اُن کی بات نہ سنتے۔ بات یہ تھی کہ حدیث کے معنی مطالب اوران سے مسائل کا اخذ کرنا جو درجہ علیا پر امام صاحب کے پاس پاتے وہ دوسری جگہ نہ پاتے تھے۔

قال خلف بن ایوب صار العلم من الله تعالیٰ الی محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ثم منه الی الصحابه ثم منهم الی التابعین ثم صار الی ابی حنیفة واصحابه فمن شاء فلیرض ومن شاء فلیسخط۔

حضرت خلف بن ایوب فرماتے ہیں کہ علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف آیا۔ پھر آپ سے صحابۂ کرام کی طرف آیا پھران سے تابعین کرام کی طرف، پھر امام اعظم اور اُن کے ساتھی کو ملا۔ جس کا جی چاہے یہ سن کر خوش ہو یا کڑھے۔

حق بات تھی۔ آپ نے فرمادی کسی کو بُرا لگے لگا کرے۔

قال الحافظ عبدالعزیز ابن ابی رواد من احب ابا حنیفة فهو سنی و من ابغضة فهو مبتدع وفی روایة بیننا وبین الناس ابو حنیفة فمن احبه وتولاه

علمنا انه من اهل السنة ومن ابغضه علمنا انه من اهل البدعة۔

حافظ حدیث حضرت عبدالعزیز فرماتے ہیں۔ جو محب ابو حنیفہ ہے وہ سنی ہے اور جو ان سے بغض رکھے وہ بدعتی ہے پھر فرمایا ہمارے اور دوسرے لوگوں میں فارق امام ابو حنیفہ ہیں۔ جس نے ان سے دوستی رکھی معلوم ہو گیا کہ وہ اہلسنت سے ہے۔ اور جس نے اُن سے بغض وعداوت رکھی ہم سمجھ گئے کہ وہ اہلسنت سے خارج ہے۔

ائمہ کرام کے جتنے ارشادات امام اعظم کے فضائل میں میں نے درج کئے سب الخیرات الحسان سے لئے۔ یہ تمام حضرات امام صاحب کے دور اور مابعد کے مختلف بلاد وامصار کے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اعظم کی مقبولیت کتنی جلد اور کتنی دور تک پھیلی کیسے کیسے اولوالعزم جلیل القدر حضرات امام اعظم کے مداح ہیں۔

قال رجل عند وكيع اخطاء ابو حنيفة فزجره وكيع وقال من يقول هٰذا كالا نعام بل هم اضل سبيلا كيف يخطاء وعنده ائمة الفقه كابي يوسف ومحمد و ائمه الحديث وعدهم وائمة اللغة والعربية وعدد هم و ائمة الزهد والورع كالفضيل وداؤد الطائی ومن كان اصحابه هٰؤلاء ولم يكن يخطاء لا نه ان خطا ردوه للحق.

امام وکیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک شخص نے کہا کہ ابو حنیفہ نے خطا کی تو امام وکیع نے اُسے زور سے ڈانٹ کر فرمایا جو یہ کہتا ہے جانور ہے بلکہ جانور سے بدتر وہ کیسے خطا کر سکتے ہیں جب کہ اُن کے پاس فقہ کے امام ابو یوسف اور امام محمد ہیں اور حدیث کے امام فلاں فلاں ہیں۔ لغت اور عربیت کے فلاں فلاں امام ہیں اور نور وہدایت زہد وتقویٰ کے امام صاحب ولایت فضیل اور داؤد طائی جیسے حضرات جن کے ساتھی ہوں وہ کیسے غلطی کر سکتا ہے اگر کبھی ہو بھی جائے تو یہ حضرات حق کی طرف لوٹا لائیں گے خطا پر قائم نہیں رہ سکتے۔

یہ بطور نمونہ کے میں نے لکھے ہیں۔ جنھیں تفصیلی حالات معلوم کرنے کا شوق ہو وہ مطولات کی طرف رجوع کریں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ و عبادات کے ایسے واقعات کتابوں میں ملتے ہیں جو آپ کے دماغوں میں آ ہی نہیں سکتے۔

ارسل شريكه متاعاً فيه ثواب معيب به ويبين مافيه من العيب فباعه ولم يبين نسياناً وجهل المشترى فلما علم ابو حنيفة تصدق بثمن المتاع كله وكان ثلثين الف درهم وفاصل شريكه۔

امام نے اپنا سامان شرکت دار کے پاس بھیجا۔ جس میں عیب دار کپڑا بھی تھا کہ اس عیب کو ظاہر کر کے بیچ کریں شریک نے بیچ دیا۔ اور عیب بتانا بھول گئے اور خریدار کا بھی خیال نہ رہا۔ جب

امام اعظم کو پتہ چلا تو تمام سامان کی قیمت خیرات کر دی۔ جو تیس ہزار درہم تھے اور شریک کو اپنے پاس سے دے کر الگ کر دیا۔

قال شفیق کنت معه فی طریق فراه رجل فاختباء منه واخذ فی طریق اُخر فصاحی به فجا د الیه فقال له لم عدلت من طریقك قال لك علی عشرة الاف درهم وقد طال علی الوقت واعسرت فاستحیت منك فقال سبحان الله بلغ بك الامر کل هذا و هبته منك کله واشهدت علی نفسی فلا تتوار واجعلنی فی حل مما دخل فی قلبك منی قال شفیق فعلمت انه زاهد علی الحقیقة۔

حضرت شفیق جو بڑے اولیاء کاملین میں ہیں۔ فرماتے ہیں میں امام اعظم کا ہمسفر تھا۔ آپ کو ایک شخص دیکھ کر چھپ گیا۔ اور راستہ کترا گیا۔ امام نے پکارا تو آئے۔ امام نے فرمایا کیوں راستہ چھوڑ کر چلے اُسنے عرض کیا کہ آپ کے دس ہزار درہم مجھ پر قرض کے ہیں جسے عرصہ ہو گیا اور میں تنگ دست ہوں مجھے آپ کے سامنے آتے ہوئے شرم آئی۔ امام نے فرمایا سبحان اللہ حد ہو گئی میں نے وہ تمام رقم تمھیں ہبہ کر دی اب مجھ سے نہ چھپو اور مجھے معاف کر دو۔ جو تمھارے دل میں میری طرف سے خیال پیدا ہوا۔ حضرت شفیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے یقین ہو گیا کہ واقعی یہ زاہد ہیں۔

انه ترك لحم الغنم لما فقدت شاة فی الکوفة الیٰ ان علم موتها لانه سال عن اکثر ما تعیش فقیل له سبع سنین فترك اکل لحمها سبع سنین لورعامنه لاحتمال ان تبقی ملك الشاة الحرام فیصارف اکل شیئ منها فیظلم قبله اذهذاهو شان اهل الورع بماسبقوا به غیر هم من نور القلوب وتا ههم۔ لشهود المحبوب وقیامهم فی خدمته قال الفضیل بن دکین رأیت جماعة التابعین وغیرهم فما رأیت احسن صلوٰة من ابی حنیفة ولقد کان قبل الدخول فی الصلوٰة یبکی و یدعو فیقول القائل هو والله یخشی و کنت اذا رأیته رأیته کالشن البالی من العبادة وورد فی قوله تعالیٰ بل الساعة موعدهم والساعة ادهیٰ وامر لیلة کاملة فی صلوٰة وقرأ لیلة اخریٰ حتی وصل فمن الله علینا ووقعنا عذاب السموم فما زال یروها حتی اذن للفجر۔

جب ایک بکری کوفہ میں کھوگئی، تو امام صاحب نے گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا آپ نے لوگوں سے دریافت فرمایا۔ بکری کتنے دنوں تک زندہ رہتی ہے لوگوں نے بتایا سات برس تو سات برس آپ نے گوشت استعمال نہیں کیا۔ اس شبہ میں کہ کہیں یہ حرام گوشت نہ کھانے میں آجائے جس سے قلب میں سیاہی

پیدا ہو جائے۔ اگر چہ لاعلمی کی وجہ سے گناہ نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ صاحب تقویٰ نور قلب میں دوسروں سے ممتاز ہوئے اور اپنے آپ کو مشاہدہ حق اور ادائیگی خدمت کا اہل بنالیا۔ حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے بہت سے تابعین اور دوسرے لوگوں کو دیکھا۔ مگر امام اعظم سے بہتر نماز ادا کرنے والا نہ دیکھا۔ نماز شروع کرنے سے پہلے ہی رونے گڑگڑانے لگتے۔ جو دیکھتا یقین کے ساتھ کہہ دیتا کہ قسم خدا کی یہ اللہ سے ڈرتے ہیں جب تم انھیں دیکھتے تو پرانے مشکیزہ کی طرح پاتے (اس طرح خوف خدا میں آنسو بہتے تھے) اور جب یہ آیت نماز میں پڑھی بل الساعۃ موعدہم والساعۃ ادھیٰ وامر تو رات بھر اسی کو دُہراتے رہے۔ دوسری رات جب نماز میں یہ آیت پڑھی فمن اللہ علینا ووقعنا عذاب السموم تو رات بھر دُہراتے رہے یہاں تک کہ فجر کی اذان ہوگئی۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذۂ کرام

ہم یہاں پر امام صاحب ہی کی زبانی آپ کے اساتذۂ کرام کی ایک مختصر سی فہرست سنائیں۔ پھر ائمہ کرام کے اقوال نقل کریں۔

دخل امیر المومنین المنصور وعندہ عیسیٰ بن موسیٰ العابد الزاھد فقال للمنصور ھذا عالم الدنیا فقال لہ المنصور عمن اخذت العلم قال

عن اصحاب عمر عن عمر وعن اصحاب علی عن علی وعن اصحاب ابن مسعود عن ابن مسعود فقال له المنصور لقد استوسقت۔

امام اعظم خلیفہ منصور کے دربار میں تشریف لے گئے۔ جہاں عیسیٰ بن موسیٰ زاہد تشریف فرما تھے۔ آپ نے امام اعظم کا تعارف کراتے ہوئے خلیفہ سے فرمایا یہ روئے زمین کے عالم ہیں۔ خلیفہ نے پوچھا آپ نے کہاں سے علم حاصل کیا امام اعظم نے فرمایا امیر المومنین حضرت فاروق اعظم کا علم اُن کے ساتھیوں سے اور امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کا علم اُن کے ساتھیوں سے اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم اُن کے ساتھیوں سے حاصل کیا خلیفہ نے کہا بیشک بڑا علم حاصل کیا۔

ذکر منهم الامام ابو حفص الکبیر اربعة الاف شیخ وقال غیره له اربعة الاف شیخ من التابعین فما مالك بغیرهم۔

امام ابوحفص نے فرمایا کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے شیوخ جن سے امام نے علم حاصل کیا چار ہزار ہیں۔ اور ائمہ نے فرمایا چار ہزار شیوخ تو تابعین میں سے ہیں پھر غیر تابعین کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے۔

کم از کم امام صاحب کے اساتذہ چار ہزار ہیں۔ اور کم از کم ایک ایک ہی حدیث سیکھی تو چار ہزار حدیثیں ہوئیں۔ جو بخاری شریف سے تقریباً دوگنی

ہوئیں۔ کیوں کہ بعد اسقاط مکررات بخاری شریف کی احادیث مرفوعہ دو ہزار چھ سو تیئیس ہیں۔ امام بخاری کے استاد ایک ہزار اسّی ہیں۔ جبکہ امام اعظم کے صرف تابعین میں چار ہزار ہیں امام بخاری کے اساتذہ میں ایک بھی تابعی نہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے چھ لاکھ حدیثوں سے صحیح بخاری جمع کیا ہے۔ اور جتنی حدیثیں میں نے چھوڑ دی ہیں وہ اس سے زیادہ ہیں جو بخاری شریف میں ہیں غیر مقلدین کو یاد کر لینا چاہئے کہ بخاری شریف سے زیادہ حدیثیں ابھی امام بخاری کے علم ہی میں چھوٹی ہوئی ہیں، یوں تو امام کے شیوخ بہت تھے مگر جن سے خصوصی نسبت تھی وہ امام فقہ و حدیث حضرت حماد ہیں۔ جو شاگرد ہیں حضرت ابراہیم نخعی کے اور امام نخعی شاگرد ہیں حضرت امام علقمہ کے جو شاگرد ہیں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ باعتبار علم صحابہ کرام میں خصوصی درجہ رکھتے ہیں۔ مسلم شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خذوا القراٰن من اربعة من ابن ام عبد فبدأ به ومعاذبن جبل وابی بن کعب وسالم مولیٰ ابی حذیفة۔

میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے قرآن ان چار آدمیوں سے حاصل کرو۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سب سے پہلے ان کا نام لیا اور معاذ بن جبل اور

ابی ابن کعب اور سالم جو مولیٰ ہیں، ابو حذیفہ کے۔

امام اعظم نے انہی کے ذریعہ علم حاصل کیا۔ جن سے سیکھنے کو خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسی مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مذکور ہے۔ فرماتے ہیں:

ولقد علم اصحاب رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انی اعلمهم بکتاب الله ولم اعلم احدا اعلم منی لرحلت الیه قال شقیق فجلست فی حلق اصحاب محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فما سمعت احدا یرد ذلك علیه ولا یعیبهٗ۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں کہ میں ان میں سب سے زیادہ قرآن مجید کا عالم ہوں اگر مجھے معلوم ہوتا کہ کوئی مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو میں خدمت میں حاضر ہوتا۔

حضرت شقیق جو اس حدیث کے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ میں صحابہ کرام کے حلقوں میں بیٹھا کسی نے ان کو رد نہیں کیا اور نہ اسے عیب جانا۔

سبحان اللہ ایسے باکمال کے سلسلہ شاگردی میں امام اعظم ہیں۔

امام اعظم کے تلامذہ

امام اعظم کے شاگرد بھی اس کثرت سے ہیں کہ اُن کا شمار دشوار ہے پھر بھی چند کا ذکر کرتا ہوں، تاکہ اس کا اندازہ لگایا جاسکے کہ جس کے ایسے ایسے اُستاد اور ایسے ایسے شاگرد اور مصاحبین ہوں جن کے صاحب ولایت، محدث، فقیہ، مجتہد شاگرد ہوں۔ کیا وہ علم وتقویٰ سے عاری ہوگا۔ محدثین تو غیر محدثین کی صحبت بھی پسند نہ کرتے تھے۔ چہ جائیکہ اُن کی شاگردی اختیار کریں۔

آپ کے شاگردوں میں عبداللہ بن مبارک ہیں، تقریب التہذیب میں ہے۔

عبدالله بن مبارك المروزی بنی حنظله ثقة ثبت فقیه عالم جواد مجاهد جمعت فیه خصال الخیر۔

امام عبداللہ ثقہ ہیں۔ ثابت قدم ہیں۔ فقیہ ہیں۔ عالم ہیں، سخی ہیں، مجاہد ہیں یہ وہ امام ہیں جن میں تمام اچھی خصلتیں جمع ہیں۔

یہ محدثین کی تعریف کے انتہائی الفاظ ہیں، امام بخاری وامام مسلم جیسے محدثین ان کے خوشہ چین ہیں۔ ان کے وقت میں ان کی برابری کا روئے زمین پر کوئی عالم نہ تھا۔ انھوں نے یہ علم کہاں سے حاصل کیا خود فرماتے ہیں۔

لولا ان الله تعالىٰ اعانني بابي حنيفة وسفيان كنت كسائر الناس۔

اگر اللہ تعالیٰ نے میری مدد ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے ذریعہ نہ کی ہوتی۔ تو میں بھی عام آدمیوں کی طرح ہوتا۔

اکمال میں ہے:

عبداللہ بن مبارك المروزی مولی بنی حنظله سمع هشام بن عروه وما لكا والثوری وشعبه والاوزاعی وخلقا سواهم كثیر اروی عنه سفیان بن عیینة ویحیٰ ابن سعید و یحیٰ بن معین وغیرهم كان من الربانیین اماماً فقیها حافظازاهدا اورعا جواد اثقة قال اسماعیل بن عباس ما علی وجه الارض مثل عبداللہ بن مبارك ولا اعلم ان اللہ تعالیٰ ماخلق خصلته من خصائل الخیرالاجعلها فی عبداللہ ابن المبارك۔

حضرت عبداللہ بن مبارک نے حضرت ہشام بن عروہ امام مالک حضرت ثوری وشعبہ امام اوزاعی اور بہت سے محدثین سے روایت کی اوران سے سفیان بن عیینہ یحیٰی بن سعید یحیٰ بن معین وغیرہم حضرات نے روایت کی بڑے ہی اللہ والے امام فقیہ، حافظ حدیث، عابد زاہد سخی ثقہ تھے۔ حضرت اسماعیل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی نیک خصلتیں پیدا فرمائی ہیں سب عبداللہ ابن مبارک میں موجود تھیں۔

سبحان اللہ کیا جلالت شان ہے جن کے شاگرد کا یہ حال ہواُن کے اُستاد کا کیا رتبہ ہوگا؟

خلاصہ تذہیب میں ہے۔

قال ابن عیینه ابن المبارك عالم المشرق والمغرب وما بینهما وقال شعبه ما قدم علینا

مثله وقال ابو اسحاق الغزاری ابن المبارك امام
وقال ابن معين ثقة صحيح الحديث

امام ابن عیینہ فرماتے ہیں عبداللہ بن المبارک مشرق ومغرب ساری دنیا کے امام ہیں امام شعبہ فرماتے ہیں ہمارے پاس کبھی کوئی اس درجہ کا آدمی نہیں آیا ابو اسحاق فزاری فرماتے ہیں۔ عبداللہ بن مبارک بلاشبہ امام ہیں۔ محدث ابن معین فرماتے ہیں عبداللہ ابن مبارک ثقہ ہیں۔ ان کی تمام حدیثیں صحیح ہیں۔

اسی طرح امام وکیع بن الجراح جو امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے استاد تھے۔ جن کے شاگرد امام بخاری ہیں۔ امام عبدالرزاق بن ہمام محدث جو بڑے بڑے محدثین مثل حضرت امام احمد بن حنبل کے اُستاد اور امام بخاری کے دادا اُستاد ہیں۔ امام اعظم کے شاگردوں میں امام حفص بن غیاث ہیں جو حافظ حدیث تھے۔ ان کے فضل کی شہادت اسی قدر کافی ہے کہ علی بن المدائنی جیسے محدث ان کے شاگرد ہیں حضرت فضیل وداؤد طائی شقیق بلخی جیسے اولیاء کاملین امام اعظم کے شاگرد ہیں جن کے فضل وکمال کا اعتراف محدثین وفقہا، واولیاء سب ہی کو ہے۔

اگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں کوئی بھی دینی خامی ہوتی، تو یہ جلیل القدر صاحب علم وفضل وکمال محدثین، علماء صلحا وفقہا کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، جو ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ ان کے فتوؤں پر عمل نہ کرتے، ان سے علم نہ حاصل کرتے حدیثیں نہ پڑھتے۔ ان کی صحبت نہ اختیار کرتے۔

اتنی ہی شہادتوں پر اکتفا کرتا ہوں جو منصف مزاج کے لئے کافی ہے، ورنہ ہٹ دھرم کے لئے تو دفتر کا دفتر بیکار۔

امام اعظم کا زہد وتقویٰ وفراست

قال يزيد ابن هارون كتبت عن الف شيخ حملت عنهم العلم فما رايت فيهم اشدو رعا ولا احفظ لسانا منه.

امام محدث ابن ہارون جو امام اعظم کے شاگرد ہیں فرماتے ہیں میں نے ایک ہزار شیوخ سے حدیثیں لکھیں۔ میں نے ان میں کسی کو امام اعظم سے زیادہ متقی اور زبان کی حفاظت کرنیوالا نہیں دیکھا۔

احتیاط کی حد ہو گئی کہ قرضدار کی دیوار یا درخت کے سایہ میں کھڑا ہونا پسند نہ کیا اور عراق کی تپتی ہوئی دھوپ میں کھڑے رہے۔

رايته جالسا يوما فى الشمس بباب انسان فقلت له يا ابى حنيفة لو تحولت الى الظل فقال لى على صاحب هذا الدار دراهم ولا احب ان اجلس فى ظل فناء داره.

ایک دن امام ابو حنیفہ کو ایک شخص کے دروازہ پر دھوپ میں بیٹھا ہوا دیکھ کر میں نے کہا اگر آپ اس دیوار کے سایہ میں آجاتے تو بہتر ہوتا۔ امام نے فرمایا اس مکان والے پر میرا قرض ہے اور میں پسند نہیں کرتا کہ قرضدار کے سایہ سے فائدہ اُٹھاؤں۔

لما حمل سفيان الثورى ومسعر وابو حنيفة وشريك الى المنصور قال لهم ابو حنيفة اخمن

فیکم تخمینا اما انا فاحتال لنفسی واماسفیان
فیهرب من الطریق وامامسعر فیجنن نفسه
واماشریك فیقع فلما ساروا فی الطریق قال سفیان
اریدان اتبرز فخرج معه الجندی فصار الی حائط
فجلس خلفه فمرت سفینة شوك فقال لهم ان هذا
الذی خلف الحائط یرید ان یذ بحنی فقالو اادخل
السفینة فدخل وغطوه بالشوك فمرَّ علی الجندی
فلم یره فلما ابطانا ناداه یا اباعبدالله فلم یجبه فجاء
ه فلم یره فرجع الی صاحبه فضربه و شتمه فلما
دخل الثلاثة علی المنصور بادر الیه مسعر فصافحه
وقال کیف حالك یا امیرالمومنین و کیف جو
اریك و کیف دوابك تولینی یا امیرالمومنین
القضاء فقال رجل علی رأسه هذالمجنون قال
صدقت اخرجوه فخلی سبیله فدعا ابی حنیفة فجاء
فقال یا امیرالمومنین انا النعمان بن ثابت بن
مملوك الخزار و اهل الکوفة لا یرضون ان یلی علیهم
ابن مملوك خزار قال صدقت فذهب شریك یتکلم
فقال اسکت فما بقی احد غیرك

خلیفہ بغداد منصور کے حکم پر جب امام سفیان ثوری اور حضرت
مسعر بن کدام، امام ابوحنیفہ، قاضی شریک محکمۂ قضاء کے لئے

طلب کئے گئے تو امام اعظم نے فرمایا۔ ہم لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیگا اس میں میرا خیال ہے کہ میں تو اپنے لئے کوئی حیلہ تلاش کر لوں گا اور سفیان ثوری بھاگ جائیں گے اور حضرت مسعر مجنون بن جائیں گے اور قاضی شریک پھنس جائیں گے۔ جب چاروں کو سپاہی لے کر چلے تو راستہ میں امام ثوری نے سپاہی سے فرمایا میں پاخانہ جاؤں گا تو سپاہی انھیں لے کر ایک دیوار کی طرف گیا۔ دیوار کے اُس پار قضاء حاجت کے لئے بیٹھے تھے کہ کشتی گزرتی دکھائی پڑی۔ کشتی والوں سے آپ نے کہا کہ دیوار کے پیچھے ایک آدمی ہے، جو مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے (غالباً اس سے مراد وہ ہے جو حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ جو قاضی بنایا گیا، چھری سے ذبح کیا گیا) کشتی والوں نے کہا کشتی پر چلے آؤ۔ آپ کشتی پر سوار ہو گئے۔ ملاحوں نے انھیں گھانس سے چھپا دیا اور وہ کشتی سپاہیوں کی طرف ہوتی ہوئی گزر گئی۔ جب زیادہ دیر ہوئی تو سپاہی نے پکارا۔ جواب نہ ملنے پر دیوار کے پاس آیا تو وہاں کوئی نہیں بہت برہم ہوا اور ان تینوں کو لیکر دار الخلافہ آیا۔ جیسے خلیفہ منصور کے پاس پہونچے۔ حضرت مسعر نے بڑھ کر منصور سے مصافحہ کیا۔ اور سوالات کے بوچھار کر دئے آپ کا مزاج کیسا ہے؟ آپ کے حرم کا کیا حال ہے؟ گھوڑے آپ کے کیسے ہیں؟ امیر المومنین ہمیں قاضی بنا دیجئے۔ ایک درباری نے کہا کہ یہ

مجنون معلوم ہوتے ہیں۔ خلیفہ نے کہا، ہاں ٹھیک کہتے ہو۔ انہیں باہر لے جاؤ۔ پھر امام اعظم کو بلایا آپ نے فرمایا اے امیر المومنین میں نعمان بن ثابت مولی اور بزاز ہوں۔ شرفاء کوفہ کبھی اس پر تیار نہ ہوں گے کہ ایک بزاز ان کا حاکم ہو جائے۔ خلیفہ نے کہا آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ اب حضرت شریک باقی رہ گئے۔ یہ چلے اپنی معذرت بیان کرنے۔ تو خلیفہ نے کہا بس چپ رہئے۔ اب کون رہ گیا ہے جس کو قاضی بننے کے لئے کہا جائے گا۔

جیسا امام اعظم نے فرمایا تھا حرف بحرف ویسا ہی ہوا۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک

حضرت علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

انه اولا یاخذ بما فی القرآن فان لم یجد فبالسنة فان لم یجد فبقول الصحابة فان اختلفوا اخذ بما کان اقرب الی القرآن والسنة من اقوالهم ولم یخرج عنهم فان لم یجد لا حد منهم قولا لم یاخذ بقول احد من التابعین بل یجتهد کما اجتهدوا۔

امام اعظم کا طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی واقعہ پیش آتا تو قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کرتے۔ اگر قرآن مجید میں نہ پاتے تو حدیث شریف پر۔ اور اگر حدیث میں بھی نہ پاتے تو صحابہ کرام کے قول

پر فتویٰ دیتے۔ اگر صحابہ کرام میں اس مسئلہ میں اختلاف ہوتا۔ تو
ان صحابی کے قول پر فتوے دیتے جو قرآن مجید یا حدیث شریف
سے ملتا جلتا ہوتا اور اس کی پوری کوشش کرتے کہ صحابہ کے قول
کے خلاف نہ ہونے پائے اگر کسی صحابہ کا کوئی قول اس مسئلہ میں نہ
ملتا تو تابعین کی تقلید نہ کرتے (کیوں کہ یہ خود بھی تابعی تھے۔ اور
مجتہد) بلکہ خود اجتہاد کرتے جیسا کہ دوسرے تابعین نے کیا۔

مسائل فقہیہ میں یہی طریقہ تمام ائمہ مجتہدین کا رہا کہ جب قرآن مجید یا حدیث یا اقوال صحابہ میں نہ پاتے تو اسی قرآن و حدیث و اجماع صحابہ کی روشنی میں اجتہاد کر کے مسائل کا استنباط کرتے۔ یہی قیاس ہے جو بذات خود ایک دلیل شرعی ہے قیاس و اجتہاد سے غیر مقلدین بھی کام لیتے ہیں مگر فرق اتنا ہے کہ ائمہ کرام نے آیت و حدیث سے قیاس کیا اور یہ اپنی عقل کی گڑھنت سے۔

نمونہ کے طور پر غیر مقلدین کا ایک قیاس یہ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ’’جمے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرو۔‘‘ پانی جاری نہ ہو نہ جاری کے حکم میں ہو تو اس میں پیشاب کرنے سے پانی ناپاک ہو جائے گا۔ غیر مقلدین نے قیاس لگایا کہ پانی میں پیشاب کرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی پانی میں پیشاب نہ کرے بلکہ کسی برتن میں پیشاب کر کے پانی میں ڈال دے یا حوض کے باہر اس طرح پیشاب کرے کہ بہہ کر پانی میں چلا جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔ یہ غیر مقلدین کی فقہ ہے کہ رات بھر کا قارورہ صبح کو اپنے کنویں میں ڈالیں اور دن بھر اسی سے نہائیں۔ وضو کریں، کپڑا دھوئیں۔ کھانا پکائیں، پئیں، سر سے پاؤں تک نجس بنے رہیں۔ اور بات بات پر قال اللہ و قال الرسول سنائیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علم پر ائمہ حدیث کی شہادت

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اعلم الناس فی وقتہ ہونے کی متعدد ائمہ کرام کی شہادتیں گزر چکی ہیں۔ اب حدیث شریف اور مطالب حدیث کے متعلق ائمہ حدیث کی رائے پڑھئے۔ امام ابو یوسف کے فضائل میں اتنا عرض کردوں کہ محدثین کے امام حضرت یحییٰ بن معین اور امام مجتہد مطلق امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ اس سے امام ابو یوسف کی جلالت شان کا اندازہ کیجئے۔ امام ابن حجر مکی محدث فرماتے ہیں:

عن ابی یوسف ما رأیت احدا اعلم بتفسیر الحدیث ومواضع النکت التی فیہ من الفقہ من ابی حنیفۃ وقال ایضا ما خالفتہ فی شیئ قط فتدبر تہ الا رأیت منھبہ الذی ذھب الیہ انجی فی الاخرۃ و کنت ربما ملت الی الحدیث و کان ھو ابصر با الحدیث الصحیح منی وقال کان اذا صمم علی قول درت علی مشائخ الکوفۃ ھل اجد فی تقویۃ قولہ حدیثا او اثرا فربما وجدت الحدیثین والثلاثۃ فاتیتہ بھا فمنھا مایقول فیہ ھذا غیر صحیح او غیر معروف فا قول لہ ما علمک بذالک مع انہ یوافق قولک فیقول انا عالم بعلم اھل الکوفۃ

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے کسی کو حدیث

کی تفسیر و مفہوم اور حدیث میں پوشیدہ مسائل کا جاننے والا امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر نہیں پایا۔ فرماتے ہیں جب میں نے کسی مسئلہ میں امام کی مخالفت کی پھر غور کیا تو انہی کی رائے آخرت میں زیادہ کام آنے والی پایا جب میں دلیل میں حدیث لاتا تو معلوم ہو جاتا کہ صحیح حدیثوں پر ان کی نظر مجھ سے کہیں وسیع ہے۔ جب امام اعظم کسی مسئلہ پر اڑ جاتے تو میں محدثین کوفہ کے پاس دورہ کرتا تا کہ کوئی حدیث یا اثر اس مسئلہ کی تائید میں مل جائے۔ تو بسا اوقات دو دو تین تین حدیثیں مل جاتیں۔ پھر انھیں امام اعظم پر پیش کرتا تو بعض کے لئے فرمادیتے یہ حدیث صحیح نہیں یا مشہور نہیں تو میں کہتا آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ غیر صحیح یا غیر معروف ہے۔ پھر یہ حدیث تو آپ کی موافقت میں ہے پھر انکار کی کیا وجہ ہے۔ امام اعظم ارشاد فرماتے میں اہل کوفہ کے تمام علم کا عالم ہوں۔

گو یا جتنی حدیثیں کوفہ کے محدثین کے پاس ہیں۔ امام اعظم کی نظر سب ہی پر ہے اور اس کے علاوہ احادیث میں، جو امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عطا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر محدثین مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ و مصر و اندلس کے علماء محدثین سے حاصل کیں۔ جب ہی تو امام ابو یوسف کی بیان کی ہوئی حدیث کو تسلیم نہیں کیا۔ درانحالیکہ حدیث امام اعظم کے مسلک کے مطابق تھی۔ کیوں کہ امام کے مسلک کی بنیاد وہ حدیث تھی جو امام کے پاس تھی۔ اس لئے حدیث ضعیف یا غیر معروف کو سند میں قبول نہیں فرمایا یہ ہے اعتراف امام ابو

یوسف کا جو محدثین کے امام ہیں۔

یگانہ روزگار امام اعمش جو ہر فریق کے مانے ہوئے محدث ہیں وہ امام اعظم کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ سنئے:

كان عندالاعمش فسئل عن مسائل فقال لا بى حنيفة ماتقول فيها فاجابه قال من اين لك هذا قال من احاديث التى رويتها عنك و قرؔله عدة احاديث بطرقها فقال الاعمش حسبك ماحدثتك له فى مأة يوم تحدثنى به فى ساعة واحدة ماعلمت انك تعمل بهذه الاحاديث يامعشر الفقها انتم الا طباء ونحن الصيادله وانت ايها الرجل اخذت بكلا الطرفين۔

امام اعمش کی مجلس میں امام اعظم ابوحنیفہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ امام اعمش سے لوگوں نے چند مسئلے پوچھے۔ تو امام اعظم سے آپنے فرمایا کہ آپ ان مسائل میں کیا فرماتے ہیں آپ نے جوابات بتائے تو امام اعمش نے فرمایا ان مسائل پر جو آپ نے بیان کئے کوئی دلیل بھی ہے۔ امام اعظم نے فرمایا ہاں وہی حدیثیں جو میں نے آپ سے روایت کی ہیں۔ پھر وہ حدیثیں سنائیں۔ امام اعمش بولے جتنی حدیثیں میں نے آپ کو سو دن میں بتائیں وہ آپ نے ایک گھنٹہ میں مجھے بتادیا میں تو یہ سمجھ بھی نہ پایا تھا کہ ان حدیثوں سے یہ کام لیں گے۔ اے جماعت

فقہاء تم حقیقت میں طبیب ہو اور ہم لوگ عطار ہیں اور اے ابو حنیفہ تمھاری تو یہ خصوصیت ہے کہ تم دونوں کے مالک ہو علم حدیث وفقہ۔

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین

جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اُسے فقیہ فی الدین بنا دیتا ہے۔

یہ وہی فقیہ فی الدین ہیں جن کی شہادت صلحاء اُمت دے رہے ہیں۔ جن کی یہاں بھی اُمت نے قبول کی اور وہاں بھی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ منکرین دونوں جگہ خائب وخاسر رہے۔

یہ رائے محدثین کے امام حضرت اعمش کی امام اعظم کے متعلق ہے۔ تو اُن کے بعد کے محدثین جو انھیں کے تلامذہ کے سلسلہ میں ہیں، اُن کے لئے امام اعظم پر تنقید کا جواز کہاں سے آ گیا۔ اور اگر وہ حدیثیں متقدمین کے پاس نہ تھیں تو یہ متاخرین کہاں سے لے آئے۔ اور جو متقدمین کے پاس تھیں اُن کا حال معلوم ہو گیا۔ کہ اکثر محدثین عراق کے تھے۔ یا مدینہ طیبہ ومکہ معظّمہ کے۔ اور امام اعظم نے عراق کے تمام محدثین کا علم حاصل کیا۔ جس کا اعتراف محدثین وامام المحدثین کر رہے ہیں۔ مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ کے حضرات محدثین سے استفادہ یہ بھی تاریخ کے اوراق اور محدثین کی زبان پر ہے۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ امام اعظم نے خود حدیث کی روایت اتنی نہ کی جتنی بعض دیگر محدثین نے کی۔ جس کی بہت سی وجہیں خود محدثین نے تحریر فرمائیں۔

پھر میں کہتا ہوں کہ قلت روایت قلت علم کی دلیل نہیں۔ کون نہیں جانتا،

کہ کائنات کی ساری اُمت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر نہ کوئی ہوا اور نہ ہوگا۔ باوجود اس فضل وکمال کے آپ کی روایت کردہ حدیث کل ستر ہ ہیں۔آپ کے بعد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیر الامۃ ہیں ان کی روایت کردہ حدیثیں بھی پچاس سے زیادہ نہیں تو جس طرح روایت کی قلت نے ان حضرات کے علمی کمال کو کوئی نقصان نہ پہونچایا۔ اسی طرح امام اعظم کی قلت روایت سے اُن کی شان علمی میں کوئی کمی نہ آئی۔

مسئلہ ندا

غیر مقلدین نیز دیوبندی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اور یا غوث المدد کہنے کو شرک و کفر بتاتے ہیں۔ اور حوالہ قرآن مجید کا دیتے ہیں۔

والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیأ وّھم یخلقون۔

جو لوگ پکارتے ہیں اللہ کے سوا دوسروں کو جو کچھ پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ سب خود بنائے جاتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو پکارنا شرک ہے۔ یہ دلیل ہے منع کرنیوالوں کی۔ اگر اسے صحیح مان لیا جائے تو کسی بھی مخلوق کو پکارنا شرک ہوگا۔ اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ونادیناہ ان یا ابراھیم

اور ہم نے پکارا یا ابراہیم۔

یہ ظاہر ہے کہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا نہیں ہیں اور غیر خدا کو پکارنا شرک تھا۔ تو معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے خود شرک کیا۔ اور اس آیت کریمہ کو پڑھ پڑھ کر دنیا مشرک ہوگئی۔ اور ہوتی رہے گی۔ اور یہ محال ہے کہ خود اللہ تعالیٰ شرک کرے یا شرک کرنے کا حکم دے۔

ظاہر ہوا کہ ان وہابیوں نے قرآن مجید کی تحریف معنوی کی ہے۔ لفظ تو

بدل نہیں سکتے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا اعلان فرمادیا ہے۔ تو اب یہ باغیان اسلام معنی میں تحریف کیا کرتے ہیں۔ اپنی خواہش نفسانی کے مطابق معنی گڑھ کر اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لیتے ہیں۔ کیوں کہ حدیث شریف میں اعلان فرمایا گیا:

من فسر القرآن برائہ فلیتبوأ مقعدہ من النار

جو قرآن مجید کی تفسیر اپنی طرف سے اپنے دل سے کرے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

لہٰذا ہم مسلمان قرآن مجید کے معنی بیان کرنے میں اس تفسیر کے محتاج ہیں جو رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم واسلاف سے منقول ہیں۔ اپنی رائے کو اس میں دخیل نہیں بنا سکتے۔ لہٰذا میں اُس تفسیر کا حوالہ دیتا ہوں جو اہل سنت اور وہابیوں کے تمام گروہ غیر مقلد، دیوبندی، مودودی، تبلیغی، ندوی سب ہی پڑھتے اور معتبر جانتے ہیں۔ کوئی مدرسہ ایسا نہیں، جہاں یہ تفسیر کی کتاب تفسیر جلالین شریف نہ پڑھائی جاتی ہو۔ اس میں اس آیت کریمہ کی تفسیر اس طرح درج ہے۔

والذین یدعون بالتاء والیاء یعبدون من دون اللہ وھوا لاصنام لا یخلقون شیئا وھم یخلقون یصورون من الحجارۃ وغیرھا۔

جو لوگ پوجتے ہیں غیر خدا کو اور وہ بت ہیں۔ جو کچھ پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود بنائے جاتے ہیں پتھر وغیرہ سے۔

اس تفسیر سے ان وہابیوں کی خیانت وتحریف ظاہر ہوگئی۔ جس لفظ کے معنی پرستش اور پوجنے کے تھے ان لوگوں نے اُسے پکارنا بنا کر تمام اُمت کو مشرک بنا

دیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی سبوح وقدوس ذات کو بھی اس گندگی میں شامل کرلیا۔ نعوذ باللہ منہا۔ لہٰذا جو بنیاد ندائے یارسول اللہ کے شرک وناجائز ہونے کی بنائی تھی۔ وہ ان کے بغض وعناد ومحرومی کی بنیاد ثابت ہوئی۔ اور یہی اُن کا اصل مذہب بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تنقیص و توہین کا کوئی دقیقہ اُٹھانہ رکھیں غضب ہے کہ جس چیز کو نبی ولی کے لئے استعمال کرنا شرک بتائیں اگروہی چیز اپنے بڑے بوڑھوں کے لئے کہیں لکھیں تو عین اسلام ہوجائے۔ یہ عناد وعداوت نہیں تواور کیا ہے۔

قصائد قاسمی جسے گنگوہی کی فرمائش سے طبع کرایا گیااوراس میں ہزاروں میل دور رہنے والے بادشاہ کو دیو بند میں بیٹھے بیٹھے کس منت وعاجزی سے چیخ چیخ کرپکاررہے ہیں سنئے۔

"یاایها الملك الغرنبق انت لنا"

اسی قصیدہ میں پھر کہتے ہیں:

"فیابنی الاصفر التزویر شیمتکم"

پھرآگے پکارتے ہیں۔

"یاآل عثمان یافخر الکرام ویا"

پھراسی قصیدہ میں چیختے ہیں:

"یاایها الملك المیمون طلعته"

پھرندا کرتے ہیں:

"یاحبذا عبدالکریم امیرهم"

اسی طرح نہ معلوم کتنے شعر کہے گئے۔ کتنی التجائیں کی گئیں۔ مگرسب شیر

مادر۔ اور یہی ندا انبیاء علیہم السلام کے لئے استعمال کیا جائے تو زہر ہلاہل اور شرک ہو جائے یہ دھرم ہے جس کا نام وہابیت ہے۔

اسی طرح ایک آیت اور پیش کرتے ہیں۔

ولا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاءِ بعضکم بعضا۔

نہ پکارو رسول کو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

معلوم ہوا کہ رسول کو پکارنا حرام ہے۔ اگر یہی ترجمہ ہو تو قرآن مجید میں متعدد مقامات پر رسول کو پکارا گیا۔ اور قیامت تک اُمت قرآن مجید کی تلاوت کرتی رہے گی نبی رسول کو پکارتی رہے گی۔ لازم آیا کہ قرآن مجید حرام پر عمل کی تاکید کرتا ہے۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔ لہٰذا پھر تفسیر دیکھئے۔ اور وہی تفسیر جو ان کے نزدیک بھی معتبر ہے۔ جلالین شریف میں ہے۔

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا بان تقولوا یا محمد بل قولوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ فی لین و تواضع وخفض صوت۔

نہ بناؤ رسول کی پکار کو یعنی نہ پکارو رسول کو اس طرح جس طرح تم میں کا بعض بعض کو پکارتا ہے۔ نام لے کر یا محمد نہ کہو بلکہ عاجزی وانکسار وادب کے ساتھ لقب یاد کر کے یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہا کرو۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

یہ ہے اسلامی تعلیم کہ بڑوں کا نام لے کر نہیں پکارنا چاہئے بلکہ لقب و وصف کے ساتھ پکارنا چاہیئے۔ باپ کا نام عبداللہ ہو تو ابی عبداللہ کہہ کر بیٹا نہ پکارے گا بلکہ والد صاحب کہہ کر پکارے گا۔ غالباً وہابی صاحبان بھی باپ کے

معاملہ میں ایسا ہی کرتے ہوں گے۔ مگر جب نبی کی ندا کا ذکر آیا تو رگ عداوت پھڑک اُٹھی۔ اور کفر و شرک سے نیچے پارا آتا ہی نہیں۔

کیا جہالت ہے کہ جو آیت ندا کا طریقہ سکھاتی ہے۔ اُسی کو ندا کی حرمت کی دلیل بناتے ہیں۔ آیت شان رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظاہر فرما رہی ہے۔ اُمت کو سلیقہ ندا بتا رہی ہے اور یہ اسے حرام بتا رہے ہیں۔ آیت نے اُمت کو تعلیم دی کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا بشر سمجھ کر عام انسانوں کی طرح نہ پکارو بلکہ اُن کی شان کو تمام مخلوق سے اعلیٰ و بالا مان کر اُن کی شان کے مطابق اُن کو پکارو۔ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہو۔ جس کو یہ وہابی حرام بتاتے ہیں۔ اُسی کو اسلام نے جائز اور طریقہ دین واسلام بتایا۔

علم غیب

مسئلہ علم غیب میں مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع ما کان وما یکون یعنی ابتداء آفرینش سے قیام قیامت تک کے تمام علوم عطا فرمائے۔ جس کے دلائل ونظائر اپنی جگہ موجود اور قدر قلیل آگے آتا ہے۔

اسی مسئلہ میں وہابیوں کے اقوال مضطرب ہیں۔ ان کے بعض اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے علم کے بھی قائل نہیں۔ چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں:

"غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے دریافت کر لیجئے یہ اللہ ہی کی شان ہے۔"

اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو بھی بالفعل اور ہر وقت علم غیب نہیں (العیاذ باللہ)

اور حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی کی تحریر سے ظاہر کہ علم غیب تو جانوروں، بچوں، پاگلوں کو بھی حاصل ہے۔ عبارت یہ ہے:

''ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔''

ان عبارتوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین کا علم غیب کے بارے میں کوئی خاص مسلک نہیں۔ بلکہ علم غیب کے مالک معلوم ہوتے ہیں۔ دینے پر آئے تو تمام پاگل اور جملہ حیوانات کو دے بیٹھے۔ اور ہاتھ روکا تو اللہ تعالیٰ کو بھی محروم کر دیا۔ ایسے مطلق العنان بے دین سے کیا گفتگو ہو سکتی ہے؟ ہاں! اُن کے ایک اُستاد اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھتے ہیں:

''علم غیب خاصۂ حق تعالیٰ ہے۔ اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا، ایہام شرک سے خالی نہیں فقط''

فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول اور یہی صاحب براہین قاطعہ میں شیطان کے علم غیب کو قرآن مجید سے ثابت مان رہے ہیں۔ عبارت یہ ہے:

''شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔''

اور ان سب کے گرو صراط مستقیم میں لکھتے ہیں:

''پس باستعانت ہماں شغل بہر مقامے کہ از زمین و آسمان و بہشت و دوزخ خواہد متوجہ شود۔ سیر آں مقام نماید۔ و احوال

آنجا دریافت کند و با اہل آن مقام ملاقات سازد۔"

اس شغل دورہ کے ذریعہ، زمین و آسمان، جنت و جہنم کے جس مقام کو چاہے اُدھر متوجہ ہو کر ان مقامات کی سیر کرے اور وہاں کے حالات دریافت کر لے۔ اور وہاں والوں سے ملاقات کرے۔

یہ ہیں مدعی دین و علم کہ یہ جس کو عمل بتا دیں وہ زمین و آسمان اور ہر جگہ کا علم غیب حاصل کر لے۔ نہ اس کے ایمان میں فرق آئے نہ ان کے دین میں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے مجتبیٰ و مرتضیٰ رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتا دے تو شرک سے خالی نہ رہے۔ یہ خود شیطان لعین کے لئے علم غیب مان لیں۔ تو قرآن مجید کا مسئلہ مسلمہ بن جائے اور جب نبی و رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا خود قرآن مجید اعلان فرمائے تو یہ منھ پھیر لیں اور بغاوت پر اُتر آئیں۔

بایں ہمہ مفاسد اب ان دونوں گروہ وہابیاں نے نبی کے علم غیب سے مطلقاً انکار کر دیا۔ اور اپنے بڑوں کی تحریر پس پشت ڈال لیا۔ اور عادت کے مطابق بات بات پر قرآن مجید کی آیتیں پیش کرنے لگے۔ گویا وہ اپنے کسی مسئلہ کے ثبوت میں قرآن مجید سے کم درجہ دلیلوں کو تو ہاتھ لگانا پسند ہی نہیں کرتے۔

ان سے پوچھا جائے کہ مشرکین کے لئے وہابیوں نے قرآن خوانی کیوں کی؟ تو اس کے جواب میں بھی کوئی آیت ہی پیش کریں گے۔ اور اولیاء اللہ کے لئے فاتحہ کیوں ناجائز ہوئی۔ تو اس پر بھی قرآن شریف کی آیت ہی پیش کریں گے۔ اگر ان سے کوئی پوچھے میلاد و قیام کو ناجائز کیوں بتاتے ہو۔ تو آیت قرآن ہی تلاوت کریں گے اور اگر ان سے پوچھا جائے کہ گاندھی جی کی تصویر کی نقاب کشائی پر قیام کیوں جائز بتاتے ہو تو اس پر بھی غالباً قرآن مجید ہی کی آیت پیش

کریں گے۔ تاکہ عام مسلمانوں پر ایک بوجھ پڑ جائے اور آگے بولنے کی سکت نہ محسوس کریں۔

یہی حربہ علم غیب کے باب میں بھی آپ نے دیکھا کہ شیطان کے علم غیب کا جواز کہاں سے نکالا۔ تو جھٹ بولے نص قطعی قرآن مجید سے۔ اور پیغمبر علیہم السلام کے علم غیب کا انکار کیوں کیا تو منھ کھول کر بول پڑے۔ قرآن شریف نے منع کیا اور آیت پڑھ دی۔

ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم مافی الارحام و ما تدری نفس ماذاتكسب غدا وماتدری نفس بای ارض تموت ان الله عليم خبير۔

اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور پانی اُتارتا ہے۔ اور رحم مادر میں کیا ہے وہ جانتا ہے۔ اور کسی کو نہیں معلوم کہ کل کیا کرے گا۔ اور کسی کو نہیں معلوم کہ کہاں مرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا اور خبر دار ہے۔

ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان غیب کی باتوں کو نبی یا غیر نبی کوئی نہیں جانتا۔ یہ ہے وہابیوں کی دلیل خود ساختہ۔ اگر خدا کا خوف ہوتا۔ عذاب حشر کا احساس ہوتا۔ تو تفسیر دیکھ کر معنی بتاتے۔ اپنے دل سے گھڑھنے کی کوشش نہ کرتے۔

سنیئے تفسیرات احمدیہ میں ہے۔

ولك ان يقول ان اعلم هذه الخمسة وان لايعلمها احد الا الله لكن يجوز ان يعلمها من يشاء من محبيه واوليائه بقرينة قوله تعالىٰ ان الله عليم خبير

بمعنی الخبر۔

قیامت اور پانی برسانا۔ اور حمل میں کیا ہے۔ کل کیا ہوگا۔ کون کہاں مرے گا۔ ان پانچوں کا علم کسی اور کو نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی جاننے والا اور بتانے والا ہے تو جائز یہ ہے کہ اپنے محبین اور اولیاء کو بتادے۔

جب قرآن مجید میں خود وہ لفظ موجود جس کے معنی بتانے والا ہے تو ان وہابی صاحبان کی یہ ہمت کہ خدا تعالیٰ کو بتانے سے روک دیں۔ معاذ اللہ جو آیت علم نبی کے عطائی ہونے کو بتارہی۔ اُسی کو نفی علم کے لئے دلیل لاتے ہیں۔ کتنی بڑی ڈھٹائی ہے۔

اب ان پانچوں علوم کے متعلق واقعات سنیئے۔ احادیث کا مطالعہ کیجئے اور وہابی صاحبان کے ترجمے کے ساتھ ملایئے۔ دیکھئے کس طرح اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام میں ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے۔ نبی کا کلام خدا کے خلاف، اور خدا کا کلام نبی کے خلاف، یہ نبوت کو باطل کرتا ہے۔ قرآن کی تکذیب کرتا ہے۔

اور یہ ظاہر ہے کہ خدا کا کلام نبی کا مکذب یا نبی کا کلام خدا کا مکذب ہو نہیں سکتا۔ لہٰذا وہ ترجمہ ہی غلط ہے جس پر وہابی دھرم کی بنیاد ہے۔

(۱) قیامت کا علم

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی تضطرب الیات نساء دوس حول ذی الخلصۃ و ذو الخلصۃ طاغیۃ دوس التی کانوا یعبدون فی الجاھلیۃ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت نہ قائم ہوگی جب تک قبیلہ دوس کی عورتیں ذی الخلصہ کے گرد طواف کرتی نظر نہ آئیں۔ ذوالخلصہ دوس کا بت تھا جس کی وہ لوگ جاہلیت میں پرستش کیا کرتے تھے۔

یہ بخاری و مسلم شریف کی حدیث ہے۔ جسے میں نے مشکوۃ شریف سے نقل کیا۔ اس میں قیامت قائم ہونے کا وقت بتایا گیا۔

دوسری حدیث مسلم شریف میں مشکوۃ شریف میں ہے۔ جس کا اُردو خلاصہ یہ ہے:

"حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔ دجال ظاہر ہوگا اور چالیس (راوی فرماتے ہیں مجھے یاد نہیں رہا کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا سال فرمایا) دنیا میں رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا۔ حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں۔ پس وہ

دجال کو ڈھونڈھ کر ہلاک کر دیں گے۔ پھر سات سال قیام فرمائیں گے۔ کسی دو شخص میں کوئی عداوت نہ رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا شام کی طرف سے۔ پس نہ باقی رہے گا کوئی زمین پر جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا۔ مگر وہ اُٹھالیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی تم میں کا پہاڑ کے اندر ہوگا۔ تو اُسے وہیں قبض کرلیا جائے گا۔ پھر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے، جو پرندوں درندوں کی طرح ہوں گے۔ نہ بھلائی کو پہچانتے ہوں گے نہ برائی سے روکیں گے۔ پس شیطان اُن لوگوں کے پاس آئے گا اور کہے گا تم لوگوں کو شرم نہیں آتی۔ یہ لوگ کہیں گے، جو تم کہو ہم لوگ کریں گے۔ تو وہ اُنھیں بتوں کی پرستش کا حکم دے گا۔ اور وہ اس حال میں روزی میں وسعت، عیش وعشرت میں کشادگی پائیں گے۔ پھر صور پھونکا جائے گا۔ جو سنے گا ڈر کے مارے ذرا سا سر اُٹھائے گا۔ سب سے پہلے وہ سنے گا جو اپنے اونٹ کی ناند ٹھیک کر رہا ہوگا۔ وہ سنتے ہی مرجائے۔ اور تمام آدمی مرجائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ شبنم کی طرح بارش بھیجے گا جس سے لوگوں کے بدن تیار ہوں گے۔ پھر دوسرا صور پھونکا جائے گا جس سے یہ سب اُٹھ کھڑے ہو جائیں گے۔ ادھر اُدھر دیکھ رہے ہونگے۔ پھر کہا جائے گا اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ۔ ان کو ٹھہراؤ۔ ان سے پوچھ کچھ ہوگی۔ پس کہا جائے گا، نکالو جہنم میں جانے والوں کو۔

فرشتے کہیں گے کتنے سے کتنا نکالیں۔ حکم ہوگا ایک ہزار سے نو سو ننانوے۔ یہ وہ دن ہوگا کہ بچے بڈھے ہو جائیں گے۔ یہ دن بڑا سخت ہوگا۔"

دیکھئے! کتنا تفصیلی بیان ہے قیامت کے آنے کا۔ یہ حدیث بھی وہابی ترجمہ کے خلاف ہوئی۔ جو مسلم شریف کی ہے۔

(۲) حمل میں کیا ہے؟

عن ام الفضل بنت الحارث انها دخلت على رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقالت يا رسول الله انى رايت فلما منكر الليلة قال وما هو قالت انه شديد قال وما قالت رايت كان قطعه من جسدك قطعت ووضعت فى حجرى فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم رايت خير تلد فاطمة ان شاء الله غلاما يكون فى حجرك فولدت فاطمة الحسين فكان فى حجرى كما قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم. (مشکوٰۃ شریف)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چچی حضرت اُم الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر آئیں۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج میں نے ایک بُرا خواب دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا عرض کیا بہت ہی بُرا ہے آپ نے فرمایا کیا ہے عرض کیا میں نے دیکھا

کہ آپ کے بدن سے گوشت کا ٹکڑا کٹ کر میری گود میں آیا۔
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہتر خواب تم نے
دیکھا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ فاطمہ کے لڑکا پیدا ہوگا جو تمھاری گود
میں آئے گا۔ تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے
اور میری گود میں آئے جیسا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا تھا۔ یہ حدیث بھی وہابی ترجمہ کے خلاف ہے۔

(۳) ما فی غد کا علم

بخاری شریف مسلم شریف کی حدیث پڑھئے۔

عن سھل بن سعد ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم قال یوم خیبر لا عطین ھذہ الرایۃ غدا رجلا
یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ و
رسولہ فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلھم یرجون ان یعطاھا
فقال این علی ابن ابی طالب فقالوا ھو یا رسول اللہ
یشتکی عینہ قال فارسلوا الیہ فاتی فبصق رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی عینہ. فبرأ حتیٰ
کان لم یکن بہ وجع فاعطاہ الرایہ۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن فرمایا۔ کل یہ
جھنڈا اُس شخص کو دوں گا جو اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہے اور

اللہ و رسول اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ اسی کے ہاتھوں فتح ہوگی۔ صبح کو لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہر ایک کی تمنا یہی تھی کہ اُنھیں جھنڈا ملے۔ فرمایا علی کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اُن کی آنکھیں آشوب کر آئی ہیں۔ فرمایا بلاؤ وہ حاضر آئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لعاب دہن اُن کی آنکھوں میں ڈال دیا۔ ڈالنا تھا کہ آنکھیں فی الفور اچھی ہوگئیں۔ گویا کبھی تکلیف ہی نہیں تھی پھر آپ نے اُن کو جھنڈا عطا فرمایا۔

یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم ہے کہ کل کیا ہوگا؟ بحمد اللہ تعالیٰ وہی ہوا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ وہابی ترجمہ کے یہ بھی خلاف ہے۔ کیا حدیث قرآن کے خلاف ہوسکتی ہے، ہرگز نہیں معلوم ہوا۔ وہابی ترجمہ غلط ہے۔

مسلم شریف کی ایک جامع حدیث اور سنئے۔

عن عمرو بن اخطب الانصاری قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوماً الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا حتیٰ حضرت الظهر فتنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القیمه قال فاعلمنا احفظنا

نماز پڑھائی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دن فجر کی اور منبر پر تشریف لے گئے اور بیان فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا

وقت آ گیا۔ منبر سے اُتر کر نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر تشریف لے گئے اور بیان فرمایا۔ یہاں تک کہ عصر کا وقت آ گیا۔ پس اُترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لے گئے اور بیان فرمایا۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ پس بتا دیا ہم لوگوں کو، جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ آج ہم میں جس کو زیادہ یاد ہے وہی ہم میں بڑا عالم ہے۔

اس حدیث شریف نے تو وہابیوں کا قلع قمع کر دیا۔ یہ حدیث بھی وہابی ترجمہ کے خلاف ہے۔

کون کہاں مرے گا؟ کب مرے گا؟

مسلم شریف میں ہے۔

ثم انشاء يحدثنا عن اهل بدر قال ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يرينا مصارع اهل بدر بالامس يقول هذا مصرع فلان غدا انشاء الله تعالىٰ وهذا مصرع فلان غدا انشاء الله قال عمر والذى بعثه بالحق ما اخطئوا الحدودا التى حدها رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال فجعلوا فى بئرٍ بعضهم على بعض فانطلق رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم حتىٰ انتهى اليهم فقال يافلان بن فلان ويا فلان ابن فلان هل وجدتم ما وعدكم الله و

رسولہ حقا فانی قد وجدت ما وعدنی اللہ حقا فقال عمر یارسول اللہ کیف تکلم اجساد الا ارواح فیھا فقال ماانتم باسمع لما اقول منھم غیر انھم لا یستطیعون ان یردوا علیّ شیئا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین اہل بدر کا حال بیان فرمانے لگے۔فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم لوگوں کو مشرکین بدر کے قتل ہونے اور مرنے کی جگہ بتارہے تھے،فرمایا کہ ان شاء اللہ کل فلاں بن فلاں مشرک یہاں پر قتل کیا جائے گا۔فلاں بن فلاں کل یہاں گریگا فرمایا حضرت عمر نے قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا،نہیں خطا کی ان لوگوں نے اس جگہ سے جہاں نشاندہی فرمائی تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔سب اسی مقام پر مقتول پائے گئے۔جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔پھر وہ سب ایک گڑھا میں اوپر نیچے ڈال دیے گئے۔پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس جگہ تشریف لے گئے۔فرمایا اے فلان بن فلاں اور اے فلاں بن فلاں تم نے اُسے حق پایا جو اللہ اور اُس کے رسول نے تم سے وعدہ کیا تھا۔میں نے تو پالیا جو کچھ میرے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا،حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کیسے ان جسموں سے بات کررہے ہیں جن میں روح نہیں ہے

یعنی وہ تو سنتے نہیں پھر اُن سے گفتگو سے کیا فائدہ؟ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری باتوں کو تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو ہاں اتنا ہے کہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔

وہابی ترجمہ دیکھئے! اور اس حدیث سے ملایئے۔ کتنا سخت ٹکراؤ پیدا کر دیا ہے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے درمیان۔ اس حدیث سے جہاں پر یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کون کہاں مرے گا؟ علم ہے کب مرے گا؟ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مردے سنتے بھی ہیں، گو وہابی اس کے بھی قائل نہیں۔

علم غیب کی نفی میں اس کے سوا اور بھی آیتیں وہابی صاحبان سنایا کرتے ہیں سب کا خلاصہ فتاویٰ رشیدیہ میں آپ دیکھ چکے کہ " نبی کے لئے علم غیب ماننا ایہام شرک سے خالی نہیں" اب میں قرآن مجید کی وہ آیتیں سناتا ہوں جو علم غیب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ثابت کر رہی ہیں۔

سب سے پہلے لفظ نبی کے معنی معلوم کر لیجئے۔ جسے وہابی صاحبان عوام سے چھپاتے پھرتے ہیں۔ یہاں تک کہ قرآن کریم کے وہابی مترجمین بھی اسے ہڑپ کر جاتے ہیں۔ ترجمہ میں لفظ ہی اُٹھا کر رکھ دیتے ہیں، ترجمہ کرنے کی آج تک کسی وہابی دیوبندی، تبلیغی، مودودی، غیر مقلد کسی کو توفیق نہ ہوئی۔ سنئے۔

"المنجد" (لغت عربی کی مشہور کتاب جو ہر عربی داں وہابی کے پاس بھی ہوگی) میں ہے۔

النبی والنبئ المخبر عن الغیب او المستقبل بالھام من اللہ تعالیٰ المخبر عن اللہ وما یتعلق بہ تعالیٰ۔

نبی کے معنی ہیں، غیب کی خبر دینے والا یا باعلام الٰہی آئندہ کی خبر

دینے والا۔ اللہ تعالیٰ کی خبر دینے والا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے متعلق ہو اس کی خبر دینے والا۔

جب لفظ نبی کے معنی ہی ہوئے غیب کی خبر دینے والا۔ تو جو لوگ نبی کے علم غیب کے منکر ہیں وہ دراصل نبی ہی کے منکر ہیں۔ جب نبی کے منکر ہوئے تو اُن کا شمار مسلمان میں کیسے ہو سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ جب وہابیہ اپنے اقوال کفریہ کی وجہ سے مرتد خارج از اسلام ہو گئے۔ تو نہ اُن کے پیچھے نماز جائز نہ اُن کا ذبیحہ درست (دیکھو حسام الحرمین جس میں وہابیہ کے متعلق تمام علماء اہلسنت عرب وعجم نے متفقہ طور پر فتویٰ صادر فرمایا۔)

اب وہ آیتیں سماعت کیجئے:

وما هو على الغيب بضنين

اور نہیں ہیں وہ پیغمبر غیب کی باتیں بتانے پر بخیل۔

تفسیر خازن میں ہے:

وما هو يعنى محمدٌ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم على الغيب اى الوحى و خبرالسماء وما اطلع عليه مما كان غائبا عن علمه من القصص والانباء بظنين قرى بالظاء ومعناه بمتهم والمظنة التهمة وقرى بضنين بالضاد و معناه بخيل يقول انه يأتيه علم الغيب ولا يبخل به عليكم و يخبركم به۔

اور نہیں ہیں وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم غیب پر یعنی وحی اور آسمان کی خبروں اور وہ واقعات وحالات جو آپ سے غائب تھے۔ جن

کی اطلاع آپ کو دی گئی ان پر متہم یا بخیل ایک قرأۃ ظاء کے ساتھ ہے۔ جس کے معنی متہم اور ایک قرأۃ ضاد کے ساتھ جس کے معنی بخیل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پیغمبر کو علم غیب آتا ہے اور اس کے بتانے میں بخل نہیں کرتے۔

یہ تفسیر ہوئی اس آیت کی جس سے واضح ہوا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب ہے اور وہ جس کو چاہتے ہیں بتا بھی دیتے ہیں۔ وہ تمام آیتیں جس کا وہابی ترجمہ کرتے ہیں، کہ رسول کو علم غیب نہیں۔ وہ اس آیت کے خلاف ہے یا نہیں۔ اگر خلاف ہے تو دونوں آیتوں میں کونسی صحیح ہے۔ مسلمان کا عقیدہ ہے کہ دونوں آیتیں صحیح ہیں وہابی ترجمہ غلط ہے۔

دوسری آیت اسی تفسیر خازن میں:

عالم الغیب ای ھو عالم ما غاب عن العباد فلا یظھر ای فلا یطلع علیٰ غیبه ای الغیب الذی یعلمه و انفردبه احداای من الناس ثم استثنی فقال تعالیٰ الا من ار تضیٰ من رسول یعنی الا من یصطفیه لرسالته و نبوته فیظھره علیٰ مایشاء من الغیب حتی یستدل علی نبوته بما یخیر به من المغیبات فیکون ذلك معجزة له وآیة واله علی نبوته۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ جو بندوں سے غائب ہے اس کا جاننے والا ہے۔ پس نہیں ظاہر فرماتا۔ یعنی نہیں بتاتا اپنا غیب

جس کو وہ جانتا ہے دوسرا نہیں۔ کسی کو لوگوں میں سے پھر استثنا کر کے فرمایا لیکن جس کو رسولوں میں سے مرتضیٰ کیا۔ یعنی جن کو چن لیا رسالت و نبوت کے لئے۔ تو اس کو بتاتا ہے۔ جو چاہے علم غیب تا کہ ان کی غیبی خبر سے ان کی نبوت پر دلیل لائی جائے۔

تو وہ علم غیب نبی کا معجزہ ہے اور نبوت کی مضبوط دلیل ہے۔

اس تفسیر سے واضح ہوا کہ علم غیب نبی کا معجزہ اور نبوت کی دلیل ہے۔ تو جو لوگ علم غیب کے منکر ہیں وہ معجزہ اور نبوت دونوں کے منکر ہوئے۔

یہ وہابیوں کے ترجمہ کا نتیجہ ہے کہ قرآن 'نبی' معجزہ سب ہی دور ہو گئے۔

ایک آیت یہ بھی ہے:

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فاٰمنوا باللہ ورسلہ وان تومنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم۔

اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ تم سب کو علم غیب عطا فرما دے۔ لیکن اس کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے منتخب فرماتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے۔ پس ایمان لاؤ۔ اللہ اور رسول پر۔ اگر رسول کو اس طرح مان گئے اور اللہ سے ڈرتے رہے تو تمھارے لئے بڑا اجر ہے۔

تفسیر خازن میں یوں تفسیر فرمائی یعنی۔

ولکن اللہ یصطفی ویختار من رسلہ من یشاء فیطلعہ علیٰ مایشاء من غیبہ فاٰمنوا باللہ ورسلہ

یعنی انه لما قامت الدلایل علی صحة نبوة محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فلم یبق الا لایمان بالله ورسوله محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم

لیکن اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے۔ پسند فرماتا ہے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے پس اس کو بتا دیتا ہے اپنا غیب جتنا چاہتا ہے پس مان جاؤ اللہ اور اُس کے رسول کو۔ یعنی جب نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دلیل قائم ہو چکی۔ تو ایمان لانا ضروری ہو گیا۔

پھر فرماتے ہیں:

وان تومنوا وتتقوا یعنی وان تصدقوا من اجتبته برسالتی واطلعتهٔ علی ما اشاء من غیبی واعلمته بالمنافق منکم والمؤمن المخلص وتتقو اربکم فیما امرکم به ونها کم عنه فلکم اجر عظیم

اگر تم ایمان لے آؤ یعنی تصدیق کرو ان کی جن کو ہم نے برگزیدہ کیا اپنا رسول بنا کر۔ اور جتنا میں نے چاہا علم غیب عطا کیا۔ اور منافق و مومن کا علم دیا۔ ان کو مان جاؤ اور اپنے رب سے ڈرتے رہو۔ جس کے کرنے کا حکم دیا۔ اور جس کے کرنے سے منع کیا۔ تو تمھارے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اسی شان علم غیب کے ساتھ ماننے پر اجر عظیم کا مژدہ سنایا ہے۔ جو رسول کے علم غیب کا منکر ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اس خوشخبری سے محروم ہے۔

قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ:

ولو كنت اعلم الغيب لا ستكثرت من الخيرو مامسني السوءُ۔

جو وہابی صاحبان علم غیب کی نفی میں پڑھا کرتے ہیں۔اور ترجمہ یہ کرتے ہیں:

''اگر میں غیب جانتا تو بہت سی بھلائی جمع کر لیتا۔اور کوئی برائی مجھے نہ چھوتی۔''

صاحب تفسیر خازن اس آیت کریمہ کے ماتحت فرماتے ہیں:

فان قلت قد اخبر صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عن المغيبات وقد جاء ت احاديث فى الصحيح بذلك وهو من اعظم معجزاته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و كيف الجمع بينه وبين قوله ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير قلت يحتمل ان يكون قاله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم على سبيل التواضع والادب والمعنى لا اعلم الغيب الا ان يطلعنى الله تعالىٰ عليه ويقدره لى ويحتمل ان يكون قال ذٰلك قبل ان يطلعه الله عز وجل على الغيب فلما اطلعه الله عزو جل اخبرله كما قال تعالىٰ فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضىٰ من رسول اويكون مزج هذا الكلام مخرج الجواب عن سوالهم ثم بعد ذٰلك

اظهره الله سبحانه وتعالیٰ علی اشیاء من المغیبات فاخبر عنها لیکون ذلك معجزة له ودلالة علی صحة نبوته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔

اگر یہ کہا جائے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہتیرے غیب کی خبر دی جو صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ اور یہ علم غیب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں بڑا معجزہ ہے تو ان حدیثوں اور اس آیت میں کیسے توفیق ہو سکتی ہے۔ جو ایک دوسرے کے مخالف نہ ہو۔ اس کا جواب دینے میں یہاں پر کئی احتمال ہیں ایک تو یہ کہ لو کنت اعلم الغیب بطور تواضع وادب الٰہی فرمایا۔ معنی یہ ہے کہ میں خود غیب نہیں جانتا۔ لیکن یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے بتادے اور میرے لئے مقدر فرمادے اور ایک صورت یہ ہے کہ آپ نے لو کنت اعلم الغیب قبل اطلاع علی الغیب یعنی جب آپ کو علم غیب نہیں دیا گیا تھا اس وقت فرمایا تھا۔ پھر جب کہ اللہ نے آپ کو علم غیب عطا فرمایا تو آپ نے بتایا بھی جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ پس نہیں ظاہر فرماتا اپنے غیب پر کسی کو، مگر پسندیدہ رسول کو۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ یہ کلام مشرکین کے جواب میں تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بہت سے غیب پر اپنے رسول کو ظاہر فرمادیا۔ تو آپ نے اظہار فرمایا۔ کیوں کہ یہ علم غیب معجزہ ہے۔ اور صحت نبوت کی دلیل ہے۔

اس تفسیر سے تمام آیتیں متفق ہو جاتی ہیں۔ کہ خود بخود غیب کا جاننے والا

اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہے۔

ایک دفعہ صوبہ آندھرا بجواڑہ میں ایک وہابی مولوی صاحب ایک جم غفیر کو لے کر میرے پاس آئے اور یوں گفتگو شروع کی۔ میں نے رات کو آپ کی تقریر سنی۔ بڑی حیرت ہوئی۔ رات بھر نیند نہیں آئی۔ میں نے کہا کہ اضطراب کی وجہ بیان کیجئے تا کہ اس کا ازالہ کیا جائے۔ اُنھوں نے کہا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ کے برابر کر دیا۔ یہ تو شرک ہے۔ جس کی مغفرت بھی نہیں ہوسکتی۔ نہ معلوم کتنوں کے عقیدے اس بیان سے فاسد ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ جناب من غالباً آپ نے وہ تقریر نہیں سنی اور اگر سنی تو پھر آپ کو شرک کی تعریف نہیں معلوم۔ میں نے اپنی تقریر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم ماکان وما یکون کہا۔ اور اس کے ثبوت میں حدیث شریف پڑھی وہ بولے جناب یہی تو شرک ہے۔ شرک کے معنی ہیں کسی کو خدا کے برابر جاننا۔ جب قرآن مجید میں صاف مذکور ہے لا یعلم الغیب الا اللہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے مانا تو کھلا ہوا کفر وشرک ہوا۔

میں نے کہا آپ کو یہ آیت دکھائی پڑی اور **ماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء** آپ کی نگاہ میں نہ آئی۔ جب علم غیب والا اللہ تعالیٰ خود فرمائے کہ ہم عالم الغیب ہیں سب کو غیب کا علم نہیں دیتے۔ علم غیب کے لئے نبی کا انتخاب فرماتے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ اور اُسی نے اپنے رسول کو عطا فرمایا۔ پھر آپ ہاتھ پکڑنے والے کون۔ اور آپ کا سینہ کیوں شق ہوا جاتا ہے۔

وہ بولے۔ یہ تو اللہ نے دیا۔ اللہ کے دینے سے رسول کو علم غیب ملا اس

سے ہم کو انکار نہیں۔ ہم کو تو آپ کی تقریر سے رنج ہوا۔ کہ آپ نے رسول اللہ کو عالم ما کان وما یکون کہہ دیا۔ میں نے کہا میں تو اب بھی کہتا ہوں کہ عالم ما کان وما یکون پر میرا ایمان ہے۔ میں حدیث بیان کرتا ہوں۔ آپ عقلی گدا پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ آپ روکتے ہیں مولوی صاحب بولے ہم کب کہتے ہیں کہ اللہ کے دینے سے بھی نہیں ملا۔

میں نے کہا آپ غلط کہتے ہیں۔ آپ کا مذہب یہی ہے کہ اللہ کے دینے سے رسول کے لئے علم غیب ماننا بھی شرک ہے۔ مولوی صاحب بولے ہرگز نہیں میرا یہ مذہب نہیں۔ میں ایسے مذہب والوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میں نے فوراً تقویت الایمان کھول کر اُن کے سامنے رکھ دیا۔ اور اس عبارت پر اُنگلی رکھ دی۔

”پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ تعالیٰ کے دینے سے۔ غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔“

دیر تک آگے پیچھے سے پڑھتے رہے۔ پھر یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ میں اس کتاب کو نہیں مانتا۔ میں ایسی کتاب پر لعنت بھیجتا ہوں۔

میں نے کہا اتنا اور کہتے جایئے کہ اس کتاب کے مصنف مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کے ماننے والوں پر بھی لعنت بھیجتا ہوں۔

فاتحہ

فاتحہ کے متعلق اہلسنت وجماعت کا یہ مسلک ہے کہ شریعت مطہرہ نے مسلمین کو یہ حق عطا فرمایا ہے کہ آدمی اپنے عمل کا ثواب چاہے وہ عمل بدنی ہو یا مالی کسی مسلمان کی روح کو پہونچا سکتا ہے۔ خواہ قرآن مجید کی آیتیں یا سورتیں، سورۂ فاتحہ درود شریف پڑھ کر کسی کو بخش دے۔ یا اُس کے ساتھ کھانے کی چیز ملا کر پہونچائے۔ ہر طرح جائز ہے۔ وہابی اس کے مخالف ہیں۔ اولاً تو وہ فاتحہ ہی کے قائل نہیں۔ لیکن جب دلائل سے مجبور ہوئے تو بولے سامنے کھانا رکھ کر فاتحہ پڑھنا ناجائز۔ اور جب اس کا بھی ثبوت مل گیا تو کہنے لگے فاتحہ کا کھانا صرف غریبوں کو کھلانا چاہئے۔ اور اپنے اعزا واقربا اور مالداروں کو کھلانا جائز نہیں۔ ان کے دریدہ دہن یہاں تک بول گئے کہ جس کھانے پر پڑھ دیا وہ نجس ناپاک ہو گیا۔ کھانا سامنے رکھ کر پڑھنا وہابی دھرم میں حلال کو حرام پاک کو ناپاک بنا دیتا ہے۔

اب حدیث شریف سنئے: اور ان کی جہالت وبیبا کی کا اندازہ لگایئے۔

بخاری ومسلم شریف کی روایت ہے:

"حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی اُم سلیم سے فرمایا میں نے آج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز میں ضعف پایا۔ جس سے بھوک کا احساس ہوتا ہے تمھارے پاس کچھ ہے۔ بولیں ہاں پس جو کی روٹی نکالی۔ اپنی اوڑھنی کے ایک کونے میں باندھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

ہیں۔ میرے بغل میں چھپایا۔ اور ایک پلو اوڑھنی کا میرے سر پر رکھا۔ پھر مجھ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ میں گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں جلوہ فرما ہیں۔ اور آپ کے پاس بہت سے آدمی ہیں۔ میں نے سلام عرض کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا کھانا لے کر میں نے عرض کیا ہاں۔ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے جو وہاں موجود تھے۔ اُٹھو چلو، پس وہ چلے اور میں آگے چلا۔ حضرت ابو طلحہ کو آ کر صورت حال سے مطلع کیا۔

فقال ابو طلحة یا ام سلیم قد جاء رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بالناس ولیس عندنا مانطعمهم فقالت الله ورسوله اعلم فانطلق ابو طلحة حتیٰ لقی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فاقبل رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وابو طلحة معه فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم هلمی یا ام سلیم ما عندك فاتت بذلك الخبز فامر به رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ففت وعصرت ام سلیم عکة فادمته ثم قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فیه ماشاء الله ان یقول ثم قال ائذن لعشرة فاذن لهم فاکلوا

حتی شبعو اثم خرجوا ثم قال ائذن لعشرۃ ثم لعشرۃ فاکل القوم کلھم وشبعوا والقوم سعبون اوثمانون رجلا ۔

تو حضرت ابو طلحہ نے اپنی بیوی سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کو ساتھ لے کر تشریف لے آئے اور ہمارے پاس کھلانے کو کچھ نہیں۔ اُن کی بیوی نے جواب دیا اللہ جانے اور اللہ کے رسول جانیں (سبحان اللہ! کیا پیاری بولی ہے اور کیسا پکا ایمان ہے گرچہ اس بولی پر مولوی اشرف علی تھانوی نے کفر کا فتویٰ جڑ دیا) حضرت ابو طلحہ استقبال میں آگے بڑھ کر ملے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ گھر آئے۔ اور فرمایا اے اُم سلیم لاؤ جو تمھارے پاس ہے۔ وہی روٹی لے کر حاضر ہوئیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے توڑ نے کا حکم دیا۔ حضرت اُم سلیم نے گھی کا برتن پونچھ کر ٹکڑوں کو چکنا کیا (گویا مالیدہ تیار ہوگیا) پھر پڑھا اُس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر فرمایا۔ دس آدمی کو اجازت دو۔ اجازت دی گئی۔ آئے کھایا اور پیٹ بھر کر کھایا۔ پھر وہ نکل آئے۔ پھر دس دس آدمیوں کو اجازت دی گئی۔ پس سبھوں نے کھایا اور آسودہ ہو کر کھایا۔ ستر (۷۰) یا اسی (۸۰) آدمی تھے۔

مسلم شریف کی روایت میں اتنا اور ہے:

ثم اخذ مابقی فجمعه ثم دعافیه بالبرکة فعاد کماکان فقال دونکم هذا۔

پھر جو کچھ بچا اُسے اکٹھا کر کے اُس میں دعاء برکت پڑھی۔ پس ویسا ہی ہوگیا جیسا تھا۔ فرمایا لو یہ تم لوگ لو۔

اس حدیث سے استقبال کرنا۔ اللہ ورسولہ اعلم بولنا، صحابہ کرام کی عادت کریمہ۔ پھر کھانا سامنے رکھ کر پڑھنا۔ اور وہ کھانا صحابہ کرام کو کھلانا۔ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تناول فرمانا۔ پھر اس کھانے پر دعا برکت پڑھنا۔ کھلانے سے پہلے کیا پڑھا۔ اس کا پتہ حدیث میں نہیں۔ لیکن یہ بھی ظاہر کہ کوئی منتر یا غزل نہیں پڑھی گئی۔ اس وقت کا پڑھنا قرآن مجید یا درود شریف یہی آج بھی مسلمانوں میں رائج ہے۔ کھانا سامنے رکھ کر قرآن مجید و درود شریف پڑھ کر ایصال ثواب کرتے ہیں۔

جب یہ پڑھنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل ہوا تو کار ثواب ہوا۔ جب مسلمان نے یہ فعل کیا۔ ثواب کا کام کیا۔ اب اس کو حق ہے اپنا ثواب کسی کو پہنچائے کھانا سامنے رکھ کر پڑھنا سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور اس کا کھانا اور کھلانا یہ بھی سنت۔

کتنے دریدہ دہن گستاخ ہیں، جو اس کو ناپاک، حرام، ناجائز کہتے ہیں۔ یہ ناپاک حرام کس کو کھلا رہے ہیں؟ بڑے ظالم ہیں۔ نہ معلوم ان وہابیوں نے اس فاتحہ کو زکوۃ سمجھ رکھا ہے یا صدقہ فطر کہ جب وہ ہر طرف سے بند ہو جاتے ہیں تو یہی کہہ کر پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں کہ فاتحہ کا کھانا مسکینوں کا حق ہے۔ مالداروں کے لئے ناجائز ہے۔ جناب یہ صدقہ نافلہ ہے۔ غریب مالدار ہاشمی سب ہی

استعمال کر سکتے ہیں۔ اس باب میں حدیثیں اور بھی ہیں۔ مگر اب میں فتویٰ پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا فتویٰ زبدۃ النصائح میں موجود ہے۔ جس کا ایک جزیہ ہے:

"اگر ملیدہ وشیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پزندو بخورانند مضائقہ نیست۔ وطعام نذر اللہ اغنیاء راخوردن حلال نیست واگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شدہ پس اغنیاء راہم خوردن جائز ست۔"

اگر ملیدہ اور شیر برنج کسی کی فاتحہ کے لئے پکائیں اور کھلائیں تو اس میں حرج نہیں اور جو کھانا نذر خدا کا ہو وہ مالدار کے لئے حلال نہیں۔ اور اگر فاتحہ کسی کے نام پر دی گئی ہو تو اس کو مالدار بھی کھا سکتے ہیں۔ جائز ہے۔

اب وہابی صاحبان اپنے امام اول کا حکم سن لیں۔ ماننا نہ ماننا اُن کا کام ہے۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں:

"اول طالب را باید کہ باوضو دوزانو بطور نماز بنشیند وفاتحہ بنام اکابر ایں طریقہ یعنی حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط ایں بزرگاں نماید۔"

دین کے طالب کو چاہئے کہ وضو کر کے دوزانو نماز کی طرح بیٹھے۔ اور اس سلسلہ کے بزرگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور دیگر بزرگوں کے نام پڑھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ سے بوسیلہ

ان بزرگوں کے دعا مانگے۔

ان امام الوہابیہ کے حکم کو بغور پڑھیں اور عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اس لئے کہ ان سے انکار کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ اگر چہ امام الوہابیہ اپنے تقویۃ الایمانی فتوؤں سے خود مشرک ہو گئے۔ کیوں کہ نماز کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے مخصوص اور یہ فاتحہ بزرگان میں اس کا حکم دے کر بقول خود مشرک ہو گئے۔

اور وسیلہ کے متعلق بھی اب وہابیوں کو اپنی زبان روکنی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو انہی بزرگان چشت کے وسیلہ سے اپنے کفر وارتداد سے توبہ کر کے اپنی نیک چلنی اور مغفرت کی دعا مانگیں۔

رب اجعلنی من التوابین واجعلنی مع الذین اتقوا والذین هم من المحسنین واغفرلی ولسائر المؤمنین بجاه حبیبك سیدنا وسید المرسلین صلی الله تعالیٰ علیه وعلیهم اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

فقیر: رفاقت حسین غفرلہ

چار مذاہب کے ثبوت پر سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین:

چاروں مصلے کس کے بنائے ہوئے ہیں؟ اگر اللہ کے بنائے ہوئے ہیں تو قرآن پاک میں ان چاروں مصلے کا ذکر کہاں ہے اور اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بنائے ہوئے ہیں تو کس حدیث میں ان چاروں مصلے کا ذکر ہے۔ اگر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بنائے ہیں تو بھی ثابت کریں یا اگر چاروں اماموں کے بنائے ہوئے تو فقہ شریف میں کہاں لکھا ہے۔ چاروں مصلے کب بنے؟ کس نے بنایا کہاں بنا اور قرآن وحدیث میں فاتحہ شرک و بدعت تو نہیں ہے۔ صاف صاف تحریر کریں۔ ممنون و مشکور ہوں گا۔

منصور علی

احاطہ گمو خاں، کرنیل گنج، کانپور

۱۷/۱/اکتوبر ۱۹۶۴ء

۹۲/۸۶ ء

الجواب

ھو الموفق للصواب

قرآن مجید میں فرمایا:

ما اٰتاکم الرسول فخذوہ

جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم بتائیں اُسے قبول کرو

ہر اُمتی پر فرض ہو گیا کہ فرمان نبوی کی تعمیل کرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتھم واھدیتھم

میرے صحابی مثل نجوم کے ہیں صحابہ میں جس کو مقتدیٰ بنالو گے ہدایت پاجاؤ گے۔

تو چار ہی مقتدا اور چار ہی مصلے نہ رہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ہزاروں تھے۔ اور سب ہی کی اقتدا کی جاتی رہی پھر خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: **یا خذوا القرآن من اربعة ابن ام عبد فبد ابه ومعاذبن جبل وابی بن کعب وسالم مولیٰ ابن حذیفه**۔ قرآن مجید جو علم دین کا مخزن ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اسے ان چاروں آدمیوں سے حاصل کرو۔ عبداللہ ابن مسعود سے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن مسعود کا نام لیا۔ اور معاذ بن جبل اور ابن ابی کعب و حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاروں خلفاء راشدین کے بعد یہی چار حضرات ہیں جن سے خصوصیت کے ساتھ علم دین حاصل کیا جاتا رہا۔ انھیں کے بنائے ہوئے مسائل پر عمل ہوتا رہا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ ابن مسعود کے تلامذہ کے سلسلے میں ہیں۔ امام کے دور اور مابعد میں بہت سے ائمہ کرام ہوئے جو قابل اقتداء تھے اور مقتدا بنائے گئے مگر ان تمام ائمہ نے مل کر اماموں کے اُصول وقواعد پر رکھ کر یہ فیصلہ کیا کہ جن اماموں کے اُصول ومسائل محفوظ ہوں اور اُمت کے حاجتوں کے کفیل ہوں۔ اور نیز اکثر و بیشتر افراد اُمت عامل ہوں، اسی کو برقرار

رکھا جائے اور عام طور پر رواج دیا جائے تا کہ ہر بوالہوس اپنی من مانی دین میں داخل کر کے خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ نہ کرنے پائے حضرت شاہ ولی اللہ محدث جنھیں غیر مقلدین بھی تسلیم کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں:

اعلم ان فی الاخذ بھذہ المذاھب الاربعة مصالح عظیمة وفی الاعراض عنھا مفسدة کبیرة ونحن نبین ذلك بو جوہ احدھا ان الامة اجتمعت علی ان اعتمدوا علی السلف فی معرفة الشریعة فالتابعون اعتمدوا علی الصحابة وتبع التابعین اعتمدوا علی التابعین وھکذا فی کل طبقة اعتمدوا العلماء علی من قبلھم والعقل یدل علی حسن ذلك لان الشریعة لا یعرف الابالنقل والاستنباط والنقل المستقیم الا بان یا خذ کل طبقة عمن قبلھا بالا تصال ولا بد فی الاستنباط من ان یعرف مذاھب المقلدین لئلا یخرج من اقوالھم فینخرق الاجماع و یتبنی علیھا ویستعین فی ذلك بمن سبقه لا ن جمیع الصناعات کالصرف والطب والشعر و الحدا وة و النجارة والصیاغة له یتیر لا حدا لا بملازمة اھلیا وغیر ذلك نادر بعید لم یقع وان کان جائز افی العقل واذا تعین الاعتماد علی اتاویل السلف فلا بد من ان یکون اقوالھم التی یعتمد علیھا مرویته

بالاسناد الصحیح دونه فی کتب مشهورة وان یکون بخدومه بان یبین الراجح من محتملا تنا ویخصص عمومها فی بعض المواضع ویقید مطلقا فی بعض المواضع ویجمع المختلف فیها ویبین علل احکامها والالم یصغ الاعتماد علیها ولیس ینهب فی هذه الازمنة المتاخرة بهذه الصفة الاهذه المذاهب الاربعة۔

ان چاروں مذہب کی تقلید میں بڑی بڑی مصلحتیں ہیں اور ان سے انکار و اعراض میں بڑے بڑے فساد اور خرابیاں ہیں ہم اس کے وجوہ واسباب بیان کرتے ہیں مسائل شرعیہ جاننے میں ''سلف صالحین پر اعتماد کرنے میں پوری اُمت مسلمہ کا اجماع ہو چکا چنانچہ حضرات تابعین نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر اعتماد کیا۔ اور تبع تابعین حضرات نے تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر اعتماد کیا۔ اسی طرح ہر طبقہ کے علماء وائمہ نے اپنے متقدمین علماء پر اعتماد کیا اور عقل بھی اس کی خوبی پر شاہد ہے کیونکہ مسائل شرعیہ بغیر نقل معلوم ہی نہیں ہو سکتے اور استنباط و نقل اُس وقت تک درست ہیں ہو سکتا جب تک متاخرین متقدمین سے متصلاً نقل کرتے نہ آویں۔ نیز استنباط مسائل متقدمین سلف صالحین کے مسلک کا جاننا بھی ضروری ہے تاکہ ان کے مسائل سے علیٰحدہ ہو کر امّت میں افتراق وانشقاق کا سبب نہ بنے بلکہ انہیں کے قواعد وضوابط پر اپنے مسائل حاضرہ کی بنیاد ڈالے اور ان کی مدد سے صحیح مسلک کو پا سکے۔ کیوں کہ دنیا میں جتنے فنون وصنعتیں ہیں جیسے علم صرف۔ طب، شعر، لوہاری، نجاری،

رنگ سازی یا رنگریزی ان میں سے کوئی بھی ان فنون کے جاننے والوں کی صحبت ومدد کے بغیر حاصل ہی نہیں ہوسکتے۔ جب یہ طے ہو چکا کہ متقدمین یعنی پہلوں پر اعتماد کئے بغیر بعد والے کچھ حاصل بھی نہیں کرسکتے۔ توضروری ہوا کہ متقدمین کے اقوال قواعد وضوابط صحیح سندوں سے مروی ہوں، مشہور مشہور کتابوں میں درج ہوں جن میں راجح کو مرجوح پر ترجیح دی گئی ہو۔ عمومات میں تخصیص مطلق میں حسب مواقع تقلید مختلف روایات میں تطبیق نیز احکام کے علل واسباب بھی بیان کئے گئے ہوں اور اس روئے زمین پر ان چاروں مذہب کے سوا، کوئی ایسا مذہب نہیں جس کے قانون ومسائل علل واحکام محفوظ ہوں۔ لہٰذا یہی چاروں مذہب قابل قبول وعمل ہیں۔

لہٰذا انھیں چار کو مانا جائے گا۔ اسی پر عمل کیا جائے گا۔ جو اس کے خلاف ہوگا خارق اجماع ہوگا، جماعت مسلمین میں تفریق ڈالنے والا ہوگا جس کی سزا حکومت اسلامی میں اس کے وجود ہی کو ختم کرنا ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

ما راٰہ المؤمنون حسنا فھو عند اللہ حسن۔

جس کو مومنین صالحین اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے۔

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند صحابہ کرام کا پسندیدہ مذہب ہے۔ ان جاہلوں کو آج تک یہ نہ معلوم ہوسکا کہ قرآن مجید سے کس مسئلہ کا ثبوت مانگا جاتا ہے فاتحہ جائز ہے، درست ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

من قرأ الاخلاص احد عشرۃ مرۃ ثم وھب اجرھا الاموات اعطی من الاجر۔

جس نے گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھ کر مردوں کو اس کا ثواب
بخشا تو تمام مردوں کے برابر اس کو بھی ثواب ملے گا۔
کھانا سامنے رکھ کر پڑھنا بھی حدیث شریف میں ہے۔

رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضع یدہ علی تلك الحسبة وتکلم بما شاء اللہ۔ اس کا تفصیلی بیان اسی کتاب میں گزرا۔

فقط واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

فقیر: رفاقت حسین غفرلہ

مدرسہ احسن المدارس قدیم، نئی سڑک، کانپور

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ
وَمَا نَہٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْا

طریقۂ حنفیہ

از افاداتِ مبارکہ
برکۃ العصر حضرت امینِ شریعت بدرِ طریقت مولانا الحاج
شاہ رفاقت حسین صاحب قبلہ
مفتیٔ اعظم کانپور قدس سرہ

ناشر
بزمِ رفاقتی

مفتی اعظم حضرت مولانا شاہ رفاقت حسین

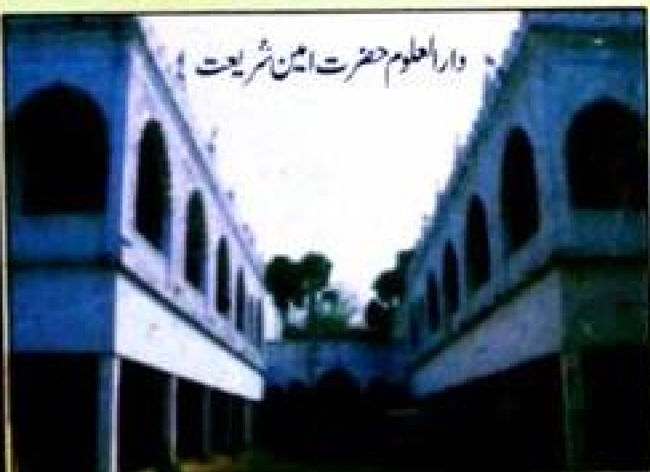

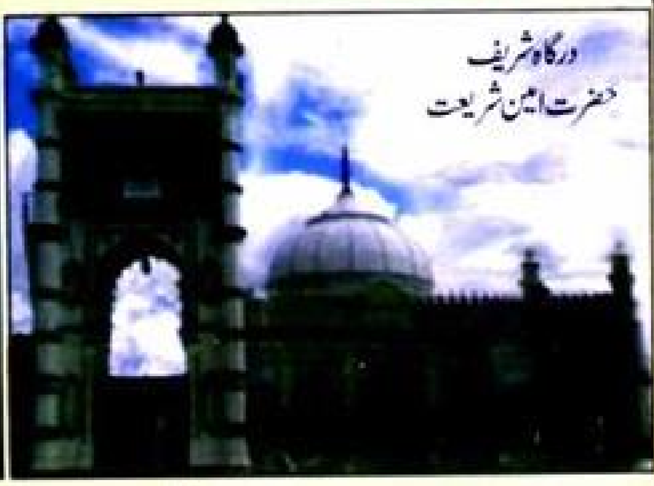

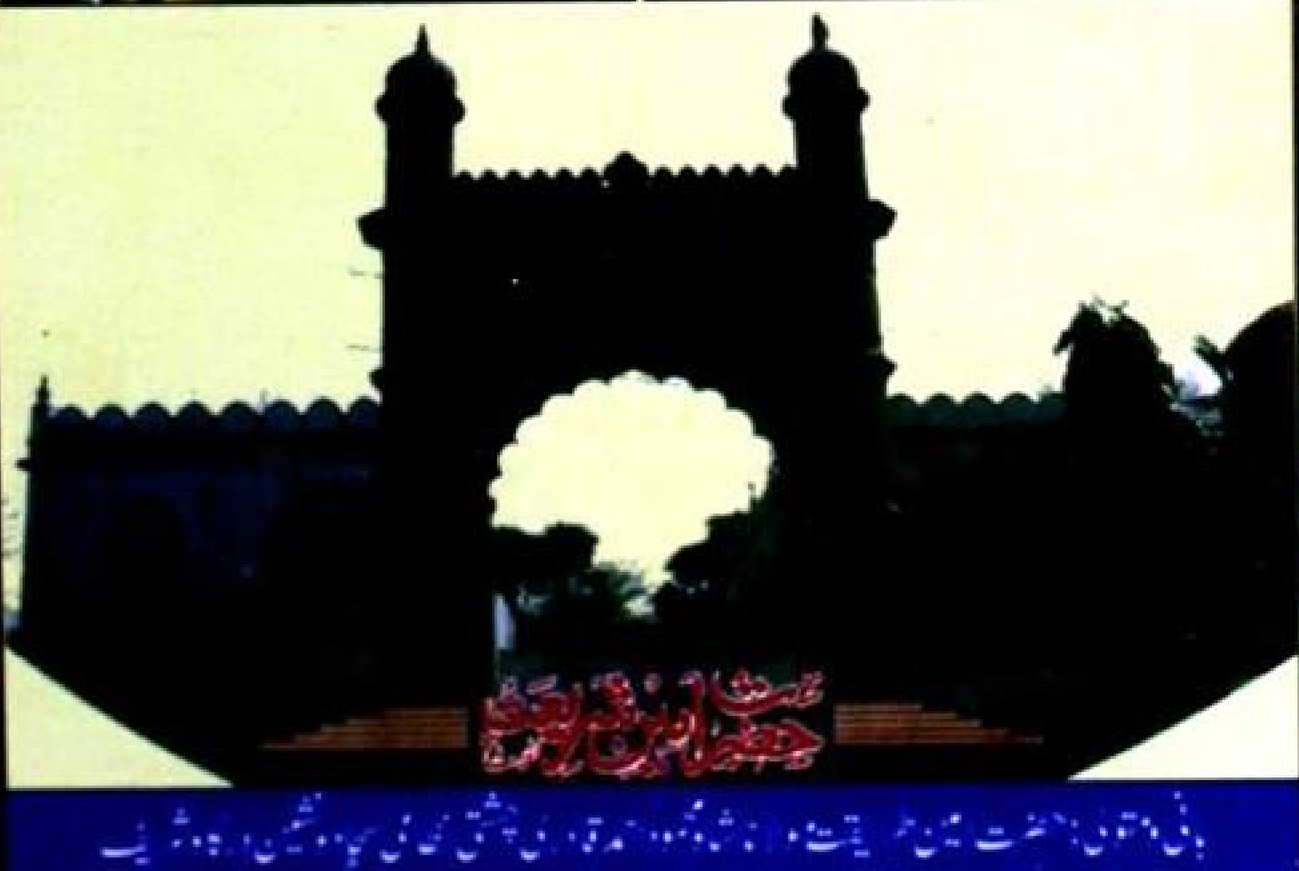

(۱) دار العلوم حضرت امین شریعت
(۲) حضرت غریب نواز اسکول
(۳) مدرسۃ البنات (گرلز اسکول)
(۴) بیت المال
(۵) اسلامک ریسرچ سنٹر (ادارۂ تحقیقات اسلامی)
(۶) ادارۂ صنعت وحرفت (کتابت، کمپوزنگ، خیاطی، نجاری)
(۷) حضرت بہادر شاہ ظفر لائبریری
(۸) شفاخانہ

مخلصین اور دین کے دردمندوں کی توجہ کا منتظر

محمد عامر اشرف رفاقتی

RANA Graphics & Printing House Mob: 9868594239